﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 18 | جمعۃ المبارک 06 مئی 2011ء | 02 جمادی الثانی 1432 ہجری قمری ❁ 06 ہجرت 1390 ہجری شمسی | شمارہ 18

نیکی کا اجر

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’تم میں سے کوئی اپنے اسلام کو خوبصورت بناتا ہے تو ہر نیکی جو وہ کرتا ہے اس کے لئے دس سے سات سوگنا تک لکھی جاتی ہے۔ اور ہر بدی جو وہ کرتا ہے وہ اتنی ہی لکھی جاتی ہے جتنی اس نے کی‘‘۔

(بخاری کتاب الایمان)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

جب انسان ایک راستباز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے لیکن جو راستبازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت کو اختیار کرتا ہے تو ان میں بدی اثر کرتی جاتی ہے۔ اسی لئے احادیث اور قرآن شریف میں صحبتِ بد سے پرہیز کرنے کی تاکید اور تہدید پائی جاتی ہے۔

امّارہ والے میں نفسِ امّارہ کی تاثیریں ہوتی ہیں اور لوّامہ والے میں لوّامہ کی تاثیریں ہوتی ہیں اور جو شخص نفسِ مطمئنّہ والے کی صُحبت میں بیٹھتا ہے اُس پر بھی اطمینان اور سکینت کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں اور اندر ہی اندر اسے تسلّی ملنے لگتی ہے۔

’’لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صلح حدیبیہ کی ہے تو صلح حدیبیہ کے مبارک ثمرات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لوگوں کو آپؐ کے پاس آنے کا موقعہ ملا۔ اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں تو ان میں سے صدہا مسلمان ہوگئے۔ جب تک انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں نہ سنی تھیں اُن میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان ایک دیوار حائل تھی جو آپؐ کے حُسن و جمال پر اُن کو اطلاع نہ پانے دیتی تھی اور جیسا دوسرے لوگ کذّاب کہتے تھے (معاذ اللہ) وہ بھی کہہ دیتے تھے اور اُن فیوض و برکات سے بے نصیب تھے جو آپؐ لے کر آئے تھے اس لئے کہ دُور تھے۔ لیکن جب وہ حجاب اٹھ گیا اور پاس آ کر دیکھا اور سنا تو وہ محرومی نہ رہی اور سعیدوں کے گروہ میں داخل ہوگئے۔ اسی طرح پر بہتوں کی بدنصیبی کا اب بھی یہی باعث ہے۔ جب ان سے پوچھا جاوے کہ تم نے اُن کے دعویٰ اور دلائل کو کہاں تک سمجھا ہے تو بجز چند بہتانوں اور افتراؤں کے کچھ نہیں کہتے جو بعض مفتری سنا دیتے ہیں اور وہ ان کو سچ مان لیتے ہیں اور خود کوشش نہیں کرتے کہ یہاں آ کر خود تحقیق کریں اور ہماری صحبت میں آ کر دیکھیں۔ اس سے اُن کے دل سیاہ ہو جاتے ہیں اور وہ حق کو نہیں پاسکتے۔ لیکن اگر وہ تقویٰ سے کام لیتے تو کوئی گناہ نہ تھا کہ وہ آ کر ہم سے ملتے جلتے رہتے اور ہماری باتیں سنتے رہتے حالانکہ عیسائیوں اور ہندوؤں سے بھی ملتے ہیں اور ان کی باتیں سنتے ہیں، ان کی مجلسوں میں جاتے ہیں۔ پھر کون سا امر مانع تھا جو ہمارے پاس آنے سے انہوں نے پرہیز کیا۔ غرض یہ بڑی ہی بدنصیبی ہے اور انسان اس کے سبب محروم ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا تھا کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ (التوبۃ: 119) اس میں بڑا نکتہ معرفت یہی ہے کہ چونکہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اس لئے ایک راستباز کی صحبت میں رہ کر انسان راستبازی سیکھتا ہے اور اس کے پاک انفاس کا اندر ہی اندر اثر ہونے لگتا ہے جو اس کو خدا تعالیٰ پر ایک سچا یقین اور بصیرت عطا کرتا ہے۔ اس صحبت میں صدق دل سے رہ کر وہ خدا تعالیٰ کی آیات اور نشانات کو دیکھتا ہے جو ایمان کو بڑھانے کے ذریعے ہیں‘‘۔

(الحکم جلد 8 نمبر 1 صفحہ 2 تا 4 مورخہ 10/ جنوری 1904ء)

’’جب انسان ایک راستباز اور صادق کے پاس بیٹھتا ہے تو صدق اس میں کام کرتا ہے لیکن جو راستبازوں کی صحبت کو چھوڑ کر بدوں اور شریروں کی صحبت کو اختیار کرتا ہے تو ان میں بدی اثر کرتی جاتی ہے۔ اسی لئے احادیث اور قرآن شریف میں صحبتِ بد سے پرہیز کرنے کی تاکید اور تہدید پائی جاتی ہے۔ اور لکھا ہے کہ جہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت ہوتی ہو اس مجلس سے فی الفور اٹھ جاؤ ورنہ جو اہانت سن کر نہیں اٹھتا اس کا شمار بھی اُن میں ہی ہوگا۔

صادقوں اور استبازوں کے پاس رہنے والا بھی ان میں ہی شریک ہوتا ہے۔ اس لئے کس قدر ضرورت ہے اس امر کی کہ انسان کُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ (التوبۃ: 119) کے پاک ارشاد پر عمل کرے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو دنیا میں بھیجتا ہے۔ وہ پاک لوگوں کی مجلس میں آتے ہیں اور جب واپس جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن سے پوچھتا ہے کہ تم نے کیا دیکھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے ایک مجلس دیکھی ہے جس میں تیرا ذکر کر رہے تھے مگر ایک شخص اُن میں سے نہیں تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہیں وہ بھی ان میں ہی سے ہے کیونکہ اِنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ صادقوں کی صحبت سے کس قدر فائدے ہیں۔ سخت بدنصیب ہے وہ شخص جو صحبت سے دُور رہے۔

غرض نفس مطمئنّہ کی تاثیروں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ اطمینان یافتہ لوگوں کی صُحبت میں اطمینان پاتے ہیں۔ امّارہ والے میں نفسِ امّارہ کی تاثیریں ہوتی ہیں اور لوّامہ والے میں لوّامہ کی تاثیریں ہوتی ہیں اور جو شخص نفسِ مطمئنّہ والے کی صُحبت میں بیٹھتا ہے اُس پر بھی اطمینان اور سکینت کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں اور اندر ہی اندر اسے تسلّی ملنے لگتی ہے۔ مطمئنّہ والے کو پہلی نعمت یہ دی جاتی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے آرام پاتا ہے۔ جیسے فرمایا یٰۤاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ۔ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً (الفجر:28-29) یعنی اے خدا تعالیٰ میں آرام یافتہ نفس اپنے ربّ کی طرف آجا۔ وہ تجھ سے راضی اور تُو اس سے راضی۔ اس میں ایک باریک نکتہ معرفت ہے جو یہ کہا کہ خدا تجھ سے راضی تُو خدا سے راضی۔ بات یہ ہے کہ جب تک انسان اس مرحلہ پر نہیں پہنچتا اور لوّامہ کی حالت میں ہوتا ہے اس وقت تک خدا تعالیٰ سے ایک قسم کی لڑائی رہتی ہے۔ یعنی کبھی کبھی وہ نفس کی تحریک سے نافرمانی بھی کر بیٹھتا ہے۔ لیکن جب مطمئنّہ کی حالت پر پہنچتا ہے تو اس جنگ کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے صلح ہو جاتی ہے۔ اُس وقت وہ خدا سے راضی ہوتا ہے اور خدا اُس سے راضی ہو جاتا ہے کیونکہ وہ لڑائی بھڑائی بالکل جاتی رہتی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 506 تا 507۔ جدید ایڈیشن۔ مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے

(فرمودہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ 28/دسمبر 1927ء برموقع جلسہ سالانہ)

(آٹھویں و آخری قسط)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تیرھواں کام

اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے سامان

تیرھواں کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کیا کہ اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے سامان پیدا کئے جو یہ ہیں:۔

(1) تبلیغ اسلام۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس کام کو جو مدتوں سے بند ہو چکا تھا جاری کیا۔ آپ کی بعثت سے پہلے مسلمان تبلیغ اسلام کے کام سے بالکل غافل ہو چکے تھے۔ اپنے اردگرد کے لوگوں میں کبھی کوئی مسلمان تبلیغ کر لیتا تو کر لیتا لیکن تبلیغ کو باقاعدہ کام کے طور پر کرنا مسلمانوں کے ذہن میں ہی نہ تھا۔ اور مسیحی ممالک میں تبلیغ کو تو بالکل ناممکن خیال کیا جاتا تھا۔ آپ نے 1870ء کے قریب سے اس کام کی طرف توجہ کی اور سب سے پہلے خطوط کے ذریعہ سے اور پھر ایک اشتہار کے ذریعہ سے یورپ کے لوگوں کو اسلام کے مقابلہ کی دعوت دی اور بتایا کہ اسلام اپنے محاسن میں تمام مذاہب سے بڑھ کر ہے، اگر کسی مذہب میں ہمت ہے تو اس کا مقابلہ کرے۔ مسٹر الیگزنڈر رِوب مشہور امریکن مسلم مشنری آپ ہی کی تحریرات سے مسلمان ہوئے اور ہندوستان آپ ہی کی ملاقات کو آئے تھے کہ دوسرے مسلمانوں نے انہیں ورغلا دیا کہ مرزا صاحب کے ملنے سے باقی مسلمان ناراض ہو جائیں گے اور آپ کے کام میں مدد نہ دیں گے امریکہ واپس جا کر انہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ اور مرتے دم تک اپنے اس فعل پر مختلف خطوط کے ذریعہ ندامت کا اظہار کرتے رہے۔ اور آج دنیا کے مختلف ملکوں میں اسلام کی تبلیغ کے لئے آپ کی جماعت کی طرف سے مشن کام کر رہے ہیں۔ اور تعجب ہے کہ آج ساٹھ سال کے بعد صرف آپ ہی کی جماعت اس کام کو کر رہی ہے۔

(2) دوسرے آپ نے جہاد کی صحیح تعلیم دی۔ لوگوں کو یہ دھوکا لگا ہوا ہے کہ آپ نے جہاد سے روکا ہے۔ حالانکہ آپ نے جہاد سے کبھی بھی نہیں روکا بلکہ اس پر زور دیا ہے کہ مسلمانوں نے حقیقتِ جہاد کو بھلا دیا ہے اور وہ صرف تلوار چلانے کا نام جہاد سمجھتے رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہو گیا تو وہ مطمئن ہو کر بیٹھ گئے اور کفر دنیا میں موجود رہا۔ گو دنیا میں اسلام کی حکومت ہو گئی، مگر دلوں میں کفر باقی رہا اور ان ملکوں کی طرف بھی توجہ نہ کی گئی جن کو اسلامی حکومتوں سے جنگ کا موقع نہ پیش آیا۔ اور اس وجہ سے وہاں کفار کی حکومت رہی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کفر اپنی جگہ پر پھر طاقت پکڑتا گیا اور بعض قوموں کی سیاسی برتری کے ساتھ ہی اسلام کو نقصان پہنچنے لگا۔ اگر مسلمان جہاد کی یہ تعریف جانتے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے کہ جہاد ہر اس فعل کا نام ہے جسے انسان نیکی اور تقوٰی کے قیام کے لئے کرتا ہے اور وہ جس طرح تلوار سے ہوتا ہے اسی طرح اصلاحِ نفس سے بھی ہوتا ہے اور اسی طرح تبلیغ سے بھی ہوتا ہے اور مال سے بھی ہوتا ہے اور ہر ایک قسم کے جہاد کا الگ الگ موقع ہے تو آج کا روزِ بد نہ دیکھنا پڑتا۔ اگر اس تعریف کو سمجھتے تو اسلام کے ظاہری غلبہ کے موقع پر جہاد کے حکم کو ختم نہ سمجھتے۔ بلکہ انہیں خیال رہتا کہ صرف ایک قسم کا جہاد ختم ہوا۔ دوسری اقسام کے جہاد ابھی باقی ہیں اور تبلیغ کا جہاد شروع کرنے کا زیادہ موقع ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ نہ صرف اسلام اسلامی ممالک میں پھیل جاتا بلکہ یورپ بھی آج مسلمان ہوتا اور اس کی ترقی کے ساتھ اسلام کو زوال نہ آتا۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاد کے مواقع بتائے ہیں۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ تلوار کا جہاد منع ہے بلکہ یہ فرمایا ہے کہ اس زمانہ میں شریعت کے مطابق کس جہاد کا موقع ہے اور خود بڑے زور سے جہاد کو شروع کر دیا ہے اور تمام دنیا میں تبلیغ جاری کر دی ہے۔ اب بھی اگر مسلمان اس جہاد کو شروع کر دیں تو کامیاب ہو جائیں گے۔ اگر مسلمان سمجھیں تو آپ کا یہ فعل ایک زبردست خدمت اسلامی ہے اور اس کے ذریعہ سے آپ نے نہ صرف آئندہ کے لئے مسلمانوں کو بیدار کر دیا ہے اور ان کے لئے ترقی کا راستہ کھول دیا ہے بلکہ مسلمانوں کو ایک بہت بڑے گناہ سے بھی بچا لیا ہے کیونکہ گو مسلمان یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ یہ زمانہ تلوار کے جہاد کا ہے لیکن اسے فرض سمجھ کر بھی اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔ اور اس طرح اس احساس گناہ کی وجہ سے گناہگار بن رہے تھے۔ اب آپ کی تشریح کو جوں جوں مسلمان تسلیم کرتے جائیں گے ان کے دلوں پر سے احساس گناہ کا زنگ اترتا جائے گا۔ اور وہ محسوس کریں گے کہ وہ خدا اور اس کے رسول سے غداری نہیں کر رہے تھے۔ صرف نقص یہ تھا کہ صحیح جہاد کا انہیں علم نہ تھا۔

(3) تیسرا کام اسلام کی ترقی کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کیا ہے کہ **آپ نے جدید علم کلام پیدا کیا ہے۔** آپ کی بعثت سے پہلے مذاہب کی جنگ گوریلا وار (war) سے مشابہ تھی۔ ہر اک شخص اٹھ کر کسی ایک بات کو لے کر اعتراض شروع کر دیتا اور اپنے خصم کو شرمندہ کرنے کی کوشش کرنے لگتا تھا۔ آپ نے اس نقص کو دُور کیا اور اعلان کیا کہ مذاہب کی شان کے خلاف ہے کہ اس قسم کے ہتھیاروں سے کام لیں۔ **نہ کسی کا نقص نکالنے سے مذہب کی سچائی ثابت ہو سکتی ہے۔ اور نہ صرف ایک مسئلہ پر بحث کر کے کسی مذہب کی حقیقت ظاہر ہو سکتی ہے۔ مذاہب کی پرکھ مندرجہ ذیل اصول پر ہونی چاہئے۔**

(الف) مشاہدہ پر۔ یعنی ہر مذہب جس غرض کے لئے کھڑا ہے اس کا ثبوت دے۔ یعنی یہ ثابت کرے کہ اس پر چل کر وہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے جس مقصد کو پورا کرنا اس مذہب کا کام ہے۔ مثلاً اگر خدا کا قرب اس مذہب کی غرض ہے اور ہر مذہب کی یہی غرض ہوتی ہے تو اسے چاہئے کہ ثابت کرے کہ اس مذہب پر چلنے والوں کو خدا تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ یہ ثابت نہیں کر سکتا۔ تو اس کے قیام کی غرض ہی مفقود ہو جاتی ہے اور وہ ایک جسم بے روح ہو جاتا ہے۔ چند اخلاقی یا تمدنی تعلیمیں یا فلسفیانہ اصول کسی مذہب کو سچا ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں کیونکہ ان باتوں کو تو انسان دوسرے مذاہب سے چرا کر یا خود غور و فکر کر کے بِلا اس کے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے الہام ہو پیش کر سکتا ہے۔ مذہب کا اصل ثبوت تو صرف یہی ہو سکتا ہے کہ جس مقصد کے لئے مذہب کی ضرورت ہوتی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا قرب، وہ انسان کو حاصل ہو جائے۔ اور اسی دنیا میں حاصل ہو جائے کیونکہ اگر کوئی مذہب یہ کہے کہ وہ مرنے کے بعد نجات دلائے گا تو اس دعویٰ پر یقین نہیں کیا جا سکتا اور اس کی صداقت کو پرکھا نہیں جا سکتا۔ اور علاوہ ازیں اس دعویٰ میں سب مذاہب شریک ہیں۔ کوئی مذہب نہیں جو کہتا ہو کہ میرے ذریعہ سے نجات نہیں مل سکتی۔ گو نجات کے مفہوم میں ان کو اختلاف ہو۔ پس بعد مرنے کے نجات دلانے کا دعویٰ نہ قابل قبول ہے اور نہ مذہب کی غرض کو پورا کرتا ہے۔ جو چیز قابل ہو سکتی ہے وہ یہی ہے کہ مذہب مشاہدہ کے ذریعہ ثابت کر دے کہ اس نے انسانوں کی ایک جماعت کو جو اس پر چلتی تھی، خدا سے ملا دیا۔ اور اس کا قرب حاصل کرا دیا یہ دلیل ایسی زبردست ہے کہ کوئی شخص اس کی صداقت کا انکار نہیں کر سکتا۔ اور پھر ساتھ ہی یہ بھی بات ہے کہ اس دلیل کے ساتھ تمام فضول مذہبی بحثوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اور نیز سوائے اسلام کے کوئی مذہب میدان میں باقی نہیں رہتا۔ کیونکہ یہ دعویٰ صرف اسلام کا ہے کہ وہ آج بھی اسی طرح فیوض ظاہر کرتا ہے جس طرح کہ پہلے زمانوں میں فیوض ظاہر ہوتے تھے اور لوگوں کو خدا سے ملا دیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے قرب کے آثار کا مشاہدہ کرا دیتا ہے۔ چنانچہ آپ کے اس اعلان کا یہ نتیجہ ہوا کہ غیر مذاہب کے پیروؤں کو آپ کا اور آپ کی جماعت کا مقابلہ کرنا مشکل ہو گیا اور وہ ہر میدان میں شکست کھا کر بھاگنے لگے۔

(ب) دوسرا اصل مذہبی مباحثات کے متعلق آپ نے یہ پیش کیا کہ دعویٰ اور دلیل دونوں الہامی کتاب میں موجود ہوں۔ آپ نے مذہبی دنیا کی توجہ اس طرف پھیری کہ اس زمانہ میں یہ ایک عجیب رواج ہو رہا ہے کہ ہر شخص اپنے خیالات کو اپنے مذہب کی طرف منسوب کر کے اس پر بحث کرنے لگ جاتا ہے۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ اس کی فتح اس کے مذہب کی فتح ہوتی ہے اور نہ اس کی شکست اس کے مذہب کی شکست ہوتی ہے اور اس طرح لوگ فضول وقت مذہبی بحثوں میں ضائع کرتے رہتے ہیں، فائدہ کچھ بھی نہیں ہوتا۔ پس چاہئے کہ مذہبی بحثوں کے وقت اس امر کا التزام رکھا جائے کہ جس دعویٰ کو پیش کیا جائے اس کے متعلق پہلے یہ ثابت کیا جائے کہ وہ اس مذہب کی آسمانی کتاب میں موجود ہے اور پھر دلیل بھی اسی کتاب میں سے دی جائے کیونکہ خدا کا کلام بے دلیل نہیں ہو سکتا۔ ہاں مزید وضاحت کے لئے تائیدی دلائل دیئے جا سکتے ہیں۔ آپ کے اس اصل نے مذہبی دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ اور وہ کندہ ناتراش (کندہ ناتراش: احمق۔ نالائق) واعظ جو یونہی اٹھ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور وہ علوم جدیدہ کے فریفتہ جو اپنی قوم کو اپنا ہم خیال بنانے کے لئے جدید علوم کو اپنا مذہبی مسئلہ بنا کر پیش کرنے کے عادی تھے دونوں سخت گھبرا گئے۔ آریہ جو روح و مادہ کے انادی ہونے کے متعلق خاص فخر کیا کرتا تھا اس سوال پر آ کر بالکل ساکت ہو گیا۔ کیونکہ وید میں دلیل تو الگ رہی اس مسئلہ کا بھی کہیں ذکر نہیں۔ آج تک آریہ سماج کے علماء مشغول ہیں مگر وید کی کوئی شُرتی نہیں نکال سکے جس سے ان کا یہ مطلب حل ہو۔ یہی حال دوسرے مذاہب کا ہوا۔ وہ اس اصل پر اپنے مذاہب کو سچا ثابت نہ کر سکے۔ لیکن اسلام کا ہر ایک دعویٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم سے نکال کر دکھا دیا اور ہر دعویٰ کے دلائل بھی اسی میں سے نکال کر بتا دیئے۔ اس حربہ کو آج تک احمدی جماعت کے مبلغ کامیابی کے ساتھ استعمال کر رہے ہیں اور ہر میدان سے کامیاب آتے ہیں۔

(ج) تیسرا اصل آپ نے یہ پیش کیا کہ ہر مذہب جو عالمگیر ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے اس کے لئے صرف یہ ضروری نہیں کہ وہ یہ ثابت کر دے کہ اس کے اندر اچھی تعلیم ہے بلکہ عالمگیر مذہب کے لئے ضروری ہے کہ وہ یہ ثابت کرے کہ اس کی تعلیم ہر فطرت کو تسلی دینے والی اور ضرورتِ حقّہ کو پورا کرنے والی ہے۔ اگر خالی اچھی تعلیم کسی مذہب کی صداقت کا ثبوت سمجھی جائے تو بالکل ممکن ہے کہ ایک شخص کہہ دے کہ میں ایک جدید مذہب لایا ہوں اور میری تعلیم یہ ہے کہ جھوٹ نہ بولو، ظلم نہ کرو، غداری نہ کرو۔ اب یہ تعلیم تو یقیناً اچھی ہے لیکن ہر ضرورت کو پورا کرنے والی نہیں۔ اور اس وجہ سے باوجود اچھی ہونے کے مذہب کی صداقت کا ثبوت نہیں ہو سکتی۔ مذاہب موجودہ میں سے مسیحیت کی مثال جا سکتی ہے مسیحیوں کے نزدیک مسیح کا سب سے بڑا کارنامہ اس کی وہ تعلیم ہے جس میں وہ کہتا ہے کہ اگر تیرے ایک گال پر کوئی تھپڑ مارے تو دوسرا بھی اس کے آگے پھیر دے۔ اب بظاہر یہ تعلیم بڑی خوبصورت نظر آتی ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو فطرت صحیحہ کے مخالف ہے۔ کیونکہ فطرت نیکی کا قیام چاہتی ہے اور اس تعلیم سے بدی بڑھتی ہے۔ اسی طرح ہر ضرورت کو بھی یہ نہیں پورا کرتی۔ کیونکہ انسان کو دشمن کا مقابلہ کرنے کی بھی ضرورت پیش آتی ہے اور اس ضرورت کا اس میں علاج نہیں۔ اس اصل کے ماتحت بھی دشمنان اسلام کو ایک بہت بڑی شکست نصیب ہوئی اور اسلام کو بہت سے میدانوں میں غلبہ حاصل ہوا۔

(4) **چوتھا کام اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے لئے آپ نے یہ کیا کہ سکھ جو ہندوستان کی پُر جوش اور کام کرنے والی قوم ہے اسے اسلام کے قریب کر دیا۔** آپ نے تاریخ سے اور سکھوں کی مذہبی کتب سے ثابت کر کے دکھا دیا کہ باوا نانک علیہ الرحمۃ سکھ مذہب کے بانی درحقیقت مسلمان تھے۔ اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے تھے۔ اور نمازیں پڑھتے تھے اور حج کو بھی گئے تھے اور مسلمان پیروں سے عموماً اور باوا فرید علیہ الرحمۃ سے خصوصاً بہت عقیدت اور محبت رکھتے تھے۔ یہ تحقیق ایسی زبردست اور یقینی ہے کہ مذہبی طور پر اس نے سکھوں کے دلوں میں بہت ہیجان پیدا کر دیا ہے اور اگر مسلمان اس تحقیق کی عظمت کو سمجھ کر آپ کا ہاتھ بٹاتے تو لاکھوں سکھ اس وقت تک مسلمان ہو جاتے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں نے الٹی مخالفت کی اور اس کے عظیم الشان اثرات کے راستہ میں روکیں ڈالیں۔ مگر پھر بھی تسلی سے کہا جا سکتا ہے کہ ایک طبقہ کے اندر اس تحقیق کا گہرا اثر نمایاں ہے۔ اور جلد یا بدیر یہ تحریک عظیم الشان نتائج پیدا کرنے کا موجب ہوگی۔

(5) **پانچواں کام آپ نے اسلام کی ترقی کے لئے یہ کیا کہ عربی کو اُمُّ الْاَلْسِنَہ ثابت کیا۔** اور اس بات پر زور دیا کہ مسلمانوں کو عربی زبان سیکھنی چاہئے۔ مسلمانوں نے ابھی تک اس بات کی عظمت کو سمجھا نہیں۔ بلکہ ابھی تک وہ اس کے برخلاف عربی کو مٹانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تجویز میں مسلمانوں کے اتحادِ کامل کے لئے بنیاد رکھی گئی ہے۔ امید ہے کہ کچھ عرصہ تک خود بخود وہ اس کی طرف متوجہ ہوں گے اور اس کی مذہبی اہمیت کے ساتھ اس کی سیاسی اور تمدنی عظمت کو بھی محسوس کریں گے۔

(6) **چھٹا کام اسلام کی ترقی کے لئے آپ نے یہ کیا ہے کہ ایک عظیم الشان ذخیرہ اسلام کے تائیدی دلائل کا جمع کر دیا ہے۔** اور آپ کی کتب کی مدد سے اب ہر مذہب اور ہر ملت کے لوگوں کا اور علوم جدیدہ کے غلط استعمال سے جو مفاسد پیدا ہوتے ہیں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے ہر طرح کی آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔

(7) **ساتواں کام آپ نے یہ کیا ہے کہ امید جو مسلمان کے دلوں سے بالکل مفقود ہو گئی تھی اسے پھر پیدا کر**

باقی صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر143

مکرم عبدالرزاق قماش صاحب

مکرم عبدالرزاق قماش صاحب فرماتے ہیں:

میرا تعلق الجزائر سے ہے۔مَیں ایک دینی گھرانے میں پلا بڑھا ہم حضرت امام مالکؒ کے مذہب کے پیروکار تھے باوجود دینی رجحان رکھنے کے مجھے محسوس ہوتا تھا کہ کہیں نہ کہیں کچھ کمی ضرور ہے کیونکہ میں سچے ایمان کی لذت سے ناآشنا اور اسکی حلاوت سے محروم تھا۔میں سوچتا تھا کہ درست اعتقاد اور سچا دین فطری ضرورتوں اور روحانی تقاضوں کے مخالف نہیں ہوسکتا۔لیکن دوسری طرف دیکھتا تھا کہ بے شمار غلط مفاہیم دین اسلام کی طرف منسوب کر کے عامۃ الناس پر ایسے ٹھونس دیئے گئے ہیں جیسے یہ انکے ماپ کا واحد لباس ہو جسے پہنے بنا انکی عریانیاں طشت از بام ہو جانے کا خدشہ لاحق ہو۔چونکہ یہ مفاہیم صحیح اسلام اور درست عقائد سے متصادم ہیں اس لئے میرے خیال میں سوچنے سمجھنے والے مسلمان ایک منافقانہ حالت سے دوچار ہیں کیونکہ ایک طرف انکا یہ پختہ ایمان ہے کہ اسلام عقل وفطرت کے عین مطابق ہے اور دوسری طرف جو عقائد انکے سامنے صحیح اسلام کے طور پر پیش کئے جاتے ہیں وہ عقل وفطرت کے خلاف ہیں۔

مَیں سوچتا تھا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں چودہ سو سال قبل دلیل وبرہان اور رجحت وسلطان کے ذریعہ زمین وآسمان کے اقطار سے باہر نکلنے کی بھی خبر دی ہے لیکن مسلمانوں نے اس معاملہ میں بہت تاخیر کردی اور دیگر علوم میں کمال حاصل کرنے کی کوشش نہ کی، حتی کہ حالت یہانتک پہنچی ہے کہ آج دین کا مفہوم صرف نماز روزہ اور حج وزکاۃ تک ہی محدود کر دیا گیا، پھر کاش کہ یہ مفہوم بھی صحیح طور پر اخذ کیا ہوتا! ان امور پر غور کر کے میں اس نتیجہ پر پہنچا تھا کہ تعلیم میں تو کوئی خرابی نہیں ہے ہاں لوگوں کی سوچ اور رویوں میں خرابی ضرور ہے۔اس بات کا صحیح طور پر ادراک مجھے اس وقت ہوا جب میں نے یونیورسٹی میں داخلہ لیا جہاں اسلامی تعلیمات اور عقائد کے بارہ میں تفصیلی طور پر ریسرچ کرنے کا موقعہ ملا اور بالآخر اسی نتیجہ پر پہنچا کہ اسلام کی تعلیمات ایسی اعلیٰ اور کامل ہیں کہ جن پر ایک مسلمان کو فخر ہونا چاہئے۔

حادثہ اور اسلامی علوم میں تعمق

2002ء میں ایک حادثہ کے نتیجہ میں میرے سر کا آپریشن ہوا جو اگرچہ کامیاب ہوگیا لیکن میری یادداشت پر بہت گہرا اثر پڑا، توجہ قائم رکھنا اور تدبر کرنا مشکل ہو گیا حتی کہ مَیں چلتے ہوئے بڑی مشکل سے توجہ برقرار رکھتا تھا اور جب کبھی توجہ ادھر ادھر ہوتی تو گر پڑتا تھا۔آہستہ آہستہ میری یادداشت واپس آ گئی اور تمام عوارض جاتے رہے۔تاہم صحت یابی کا عمل کئی سالوں تک جاری رہا۔ان سالوں میں مَیں نے بہت سی کتب پڑھیں اور بالآخر صحیح البخاری اور صحیح مسلم کو حفظ کرنا بھی شروع کر دیا۔

نزول مسیح ومہدی کے بارہ میں خیالات

مَیں اپنی سوچ کے مطابق اس نتیجہ پر پہنچا تھا کہ امام مہدی سے متعلق احادیث کے بارہ میں شکوک وشبہات پائے جاتے ہیں اور ان احادیث کی اکثریت صحیح البخاری اور صحیح مسلم میں بھی موجود نہیں ہے جبکہ مَیں قرآن کریم کے بعد ان دونوں کتب کے بارہ میں بہت حد تک متشدد واقع ہوا تھا۔اس بنا پر مجھے امام مہدی کے ظہور کے عقیدہ کے بارہ میں شک سا تھا۔جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بارہ میں یہ سوچتا تھا کہ ''یَنْزِلُ'' کے لفظ میں یہ معنی کہاں سے آ گیا کہ مسیح آسمان سے نازل ہوں گے یا ہمارے اوپر سے نزول فرمائیں گے۔بلکہ مجرد 'یَنْزِلُ' یا 'یَنْزِلُ فِیْکُمْ' سے تو یہی مراد ہوسکتا ہے کہ وہ مبعوث ہوں گے۔

نیز صحیح مسلم کی ایک حدیث مجھے اکثر حیران و پریشان کر دیتی اور میرے منطقی سوالوں کا کوئی جواب مجھے نہ ملتا تھا۔یہ صحیح مسلم، کتاب الإیمان کی وہ حدیث ہے جس میں مسیح کے حکم عدل ہو کر نازل ہونے اور کسر صلیب اور قتل خنزیر کرنے کا ذکر ہے۔اس حدیث میں آگے یہ ذکر ہے کہ سواری کے لئے اونٹوں کا استعمال متروک ہو جائے گا۔مَیں اس حدیث پر غور کرتا اور سوچتا کہ اونٹ کی سواری تو کب کی متروک ہوچکی ہے پھر مسیح کہاں ہے؟ اس وقت تک مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کا کوئی علم نہ تھا، نہ ہی دیگر کسی دعویدارِ مسیحیت کے بارہ میں کچھ سنا تھا۔لہذا یہ سوچ اکثر مجھے پریشان کر دیتی تھی کہ نشانی پوری ہوچکی ہے لیکن مسیح موجود نہیں ہے۔

ناسخ ومنسوخ فطری فہمِ قرآن کے خلاف

مَیں شروع سے ہی نصوصِ قرآن وحدیث سے استدلال کو پسند کرتا تھا اور مختلف تاویلات کے بارہ میں میرا خیال تھا کہ انہی تاویلات کی وجہ سے باطنی فرقے وجود میں آئے ہیں۔اس لحاظ سے گو میں نے ناسخ ومنسوخ کے بارہ میں کافی کچھ پڑھا تھا پھر بھی میں نے کبھی اسے درست تسلیم نہ کیا تھا کیونکہ میرے خیال میں یہ قرآن کریم کے فطری فہم کے خلاف اور اس کے جوہر اور اوامر ونواہی کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔ایک دن میں ایک مولوی صاحب کی کتاب پڑھ رہا تھا جس میں یہ پڑھ کر نہایت تعجب ہوا کہ انہوں نے سورۃ بقرہ کی آیت 185 درج کی جو یہ ہے: فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ۔ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ۔ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (البقرۃ:185)

ترجمہ: پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔اور جو لوگ اس کی طاقت رکھتے ہوں ان پر فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔پس جو کوئی بھی نفلی نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہت اچھا ہے۔اور تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔

اس کے بعد لکھا کہ یہ بعد والی اس آیت کے ذریعہ منسوخ ہوگئی ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ۔ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔

ترجمہ: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق وباطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے۔

وجہِ استدلال انہوں نے یہ بیان کی کہ پہلی آیت کے مطابق روزہ فرض نہیں ہے بلکہ لوگوں کو اختیار دیا گیا ہے کہ چاہے تو روزہ رکھ لیں اور چاہے تو اس کی جگہ پر فدیہ دے دیں۔جبکہ دوسری آیت میں واضح طور پر حکم ہے کہ جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے، چنانچہ ان الفاظ نے پہلی اختیاری بات کو منسوخ کر دیا ہے۔

جبکہ اصل حقیقت جس کا مجھے بعد میں علم ہوا یہ تھی کہ پہلی آیت میں مسافر اور مریض کے لئے روزے کے کفارہ کی بات ہو رہی ہے اور دوسری آیت میں اس کی فرضیت اور اس کے اختیار کرنے کا حکم ہے۔اس لئے پہلی آیت کا مفہوم دوسری سے قطعی متصادم نہیں ہے۔

یہ اور اس طرح کے کئی اور مفاہیم نے مجھے احمدیت کے بارہ میں سننے سے قبل ہی عام مروجہ عقائد پر مبنی اسلام سے دور اور احمدیت کے قریب کر دیا تھا اس لئے جب میں نے احمدیت کے بارہ میں سنا تو محض چند دنوں میں ہی اسے قبول کر لیا۔

جماعت سے تعارف اور بیعت

میرا جماعت سے تعارف ایم ٹی اے 3 العربیہ کے ذریعہ ہوا۔اور بفضلہٖ تعالیٰ میرا ایمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے پیش کئے جانے والے اقتباسات سن کر ہوا۔اس وقت ایم ٹی اے پر تھوڑے تھوڑے وقفوں کے بعد مختلف موضوعات پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے اقتباس پیش کئے جاتے تھے چند دنوں تک سننے کے بعد مَیں نے آپ کے دعویٰ کو قرآن اور حدیث کے عین مطابق پایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق 2008ء میں آپ کی بیعت کر لی۔شاید کسی کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہو کہ مَیں نے جلد بازی میں اور جذباتی ہو کر احمدیت قبول کر لی۔ہرگز نہیں بلکہ جیسا کہ مَیں نے عرض کیا کہ کئی ایک مروج مفاہیم کی وجہ سے مَیں جماعت کے نقطۂ نظر کو قبول کرنے کیلئے پہلے ہی تیار تھا نیز مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعویٰ سے پہلی زندگی، آپ کے مخالفین کی دعویٰ سے پہلے آپ کے بارہ میں آراء، آپ کے دعویٰ کی حقیقت، آپ کی صداقت کے دلائل اور مختلف اعتراضات کے جوابات کی چھان بین کرنے کے بعد ہی بیعت کی، تاہم یہ حقیقت ہے کہ یہ تحقیق محض چند دن میں ہی مکمل ہوگئی، مَیں نے دیکھا کہ مختلف عقائد میں قرآن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ہے، احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے حق میں گواہی دے رہی ہیں، فہم صحابہ اور ان کا اجماع نیز سابقہ صلحاء امت کے اقوال بھی آپ کے موقف کی تائید کر رہے ہیں۔اس کے باوجود بعض پڑھے لکھے لوگوں کی زبانی اور ان کی کتب وتحریرات میں یہ پڑھ کر حیرانی ضرور ہوئی کہ جس شخص کے ساتھ قرآن وحدیث واجماع صحابہ اور سلف صالح ہوں اس کے دعویٰ کو دینِ جدید کا نام دینا کیونکر مناسب ہے؟ بلکہ یہی تو حقیقی اسلام ہے۔علماء کے اس رویہ کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کس شان سے پوری ہو رہی ہے جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ اسلام شروع میں غریب یعنی اجنبی تھا اور آخر پھر اجنبی ہو رہے گا۔آج بھی یہی حال ہے کہ پڑھے لکھے لوگ بھی واضح دلائل اور روشن نشانات کے باوجود صحیح اسلام کو نہیں پہچان رہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی

بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کر دیا۔گویا یہ ان کے کفر پر دلیل ہے، والعیاذ باللہ۔حالانکہ تمام مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ نبی اللہ کی بعثت کی خبر دی ہے۔اس لئے آنے والا اگر نبوت کا دعویٰ نہ کرتا تو جائے اعتراض ہونا چاہئے تھا کیونکہ آج تک تمام مسلمان عیسیٰ نبی اللہ کے ہی منتظر بیٹھے ہیں۔

(مکرم عبدالرزاق قماش صاحب نے اس بارہ میں نہایت اختصار سے بعض نکات کی طرف اشارہ کیا ہے جسے ہم کسی قدر کھول کر بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں)۔

جب احادیث نبویہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے دو مختلف حلیے بیان ہوئے ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ ان میں سے ایک حلیہ والے عیسیٰ علیہ السلام پہلے گزر چکے ہیں تو اس سے ثابت ہوا کہ آنے والے عیسیٰ علیہ السلام دوسرے حلیہ والے ہی ہوں گے، کیونکہ اگر پہلے مسیح نے ہی دوبارہ آنا ہے تو پھر دوسرے حلیہ والے مسیح کی شخصیت کے بارہ میں کوئی قاطع فیصلہ نہ ہو پائے گا۔

بعض لوگ دونوں حلیوں کو ملا کر ایک ہی شخصیت بنانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن یہ ماننا محال ہے کہ پہلے عیسیٰ کا آسمان پر رہتے رہتے حلیہ تبدیل ہو گیا اور وہ کوئی اور ہی شخصیت بن گئے۔اور اگر بفرض محال ان کی بات مان بھی لی جائے تب بھی ہمارے مخالفین درحقیقت ایک نئے عیسیٰ کا ہی انتظار کر رہے ہوں گے جس کا زمانہ، اس کی نبوت کی نوعیت، اس کے پیغام کی حقیقت، حتی کہ شکل وشباہت تک پہلے عیسیٰ سے مختلف ہوگی۔ان سب تکلفات کی بجائے کیا یہ بات اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان شان نہیں کہ اس شخص پر ایمان لایا جائے جو عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ ہونے کی بنا پر مسیح موعود ہونے کا دعویدار ہے اور اسی امت سے ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں نے جو کچھ پایا ہے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم ہونے کی وجہ سے پایا ہے۔

مخالفت

بیعت کے بعد مجھے دوست احباب کی طرف سے اعتراضات اور نقطہ چینیوں کا سامنا کرنا پڑا، یہاں تک کہ بعض نے یہ کہہ کر مجھ سے کنارا کر لیا کہ نعوذ باللہ مَیں اب گمراہ ہو گیا ہوں۔اگرچہ میرے بعض دوستوں نے کسی قدر میری بات سمجھی بھی لیکن مولویوں کے جماعت کے خلاف فتاوی کی بنا پر انہوں نے میری حمایت سے ہاتھ کھینچ لیا۔جہاں تک میرا تعلق ہے تو مجھے اللہ تعالیٰ نے بے شمار رحمتوں اور فضلوں سے نوازا جن میں ایک استجابت دعاء ہے اور دوسرا قلبی اطمینان وسکینت۔نیز مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کے خزانے پر اطلاع پانے سے میری دلیل کو غیر معمولی قوت نصیب ہوئی حتی کہ میری بعض بڑے بڑے مولویوں اور ڈگریوں کے حامل لوگوں سے بھی بحث ہوئی اور اللہ کے فضل سے احمدیت کے دلائل غالب رہے۔ان میں سے ایک مولوی نے خطبہ جمعہ میں میری طرف اشارہ کر کے لوگوں کو مجھ سے دور رہنے کی تلقین کی۔بہرحال میرا اطمینان اور سکینت روز بروز بڑھ رہی ہے اور یہ ایسی چیز ہے جس کی لذت سے مشابہ اور کسی چیز کی لذت نہیں ہے۔شاید یہی وہ حلاوتِ ایمان ہے جس کی مجھے تلاش تھی۔ والحمد للہ علیٰ ذلک۔

(باقی آئندہ)

خلافت احمدیہ اور ہمارے فرائض

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نہایت پُر معارف ارشادات سے انتخاب

(مرتبہ: محمود احمد ملک - لندن)

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورِ خلافت کے آغاز سے ہی خلافت احمدیہ کے موضوع پر مختلف پہلوؤں سے نہایت بیش قیمت ارشادات بیان فرمائے ہیں جو خلافت احمدیہ کے تعارف، خلافت کی اہمیت، برکات اور خلافت سے وابستہ افراد کی ذمہ داریوں وغیرہ امور پر روشنی ڈالتے ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادفرمودہ خطبات جمعہ میں بیان کئے جانے والے نہایت پُر معارف ارشادات سے ایک انتخاب قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ یہ تمام مضامین نہایت اہمیت کے حامل ہیں اور انہیں ہمیشہ پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔

یہ صرف انتخاب ہے جو خطبات جمعہ سے اخذ کیا گیا ہے۔ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے متعدد خطابات میں بھی ان مضامین کو مختلف پہلوؤں سے بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم مقامِ خلافت کا صحیح ادراک کرسکیں اور خلافت سے ہمیشہ اخلاص ووفا اور اطاعت سے تعلق میں آگے بڑھنے والے ہوں۔

نظامِ خلافت کا تقدس

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دورِ خلافت کا پہلا خطبہ جمعہ ارشادفرماتے ہوئے آیت استخلاف کے حوالہ سے حدیث مبارکہ اور حضرت مسیح موعودعلیہ السلام اور آپؑ کے خلفاء کے ارشادات کا ذکر فرمایا۔ خطبہ جمعہ کے اختتام پر حضور انور نے افراد جماعت کو ایک بہت اہم نصیحت فرمائی۔ حضورایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''یہ جماعت آج پھر بنیان مرصوص کی طرح خلافت کے قیام واستحکام کے لئے کھڑی ہوگئی اور اخلاص اور وفا کے وہ نمونے دکھائے جن کی مثال آج روئے زمین پر ہمیں نظر نہیں آتی۔ اے خدا اے میرے قادر خدا تو ہمیشہ کی طرح اپنی جماعت پر اپنے کئے ہوئے وعدوں کے مطابق اپنے پیار کی نظر ڈالتا رہ۔......

آخر میں مَیں پھر دعا کی تحریک کرتا ہوں۔ میرے لئے بھی بہت دعا کریں، بہت دعا کریں، بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ مجھ میں وہ صلاحیتیں اور استعدادیں پیدا فرمائے جن سے میں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی اس پیاری جماعت کی خدمت کرسکوں اور ہم حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعثت کے مقصد کو پورا کرنے والے بنیں۔

کل ایک دوست نے مجھے خط لکھا اور اس میں یہ دعا دی، بڑی اچھی لگی مجھے، کہ مَیں یہ دعا کرتا ہوں کہ اگر آپ میں خلافت کے منصب کو نبھانے کی صلاحیت نہیں بھی ہے تو اللہ تعالیٰ پیدا فرمائے۔ یقیناً دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی یہ کارواں تمام تر کامیابیوں کے ساتھ آگے انشاء اللہ تعالیٰ رواں دواں رہے گا۔

آپ سے دعا کی درخواست ہے۔ لیکن اس بارے میں ایک وضاحت میں یہاں کردوں کہ **نظام جماعت اور خلافت کا ایک تقدّس ہے** جو کبھی آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دے گا کہ لوگوں میں بیٹھ کر یہ باتیں کی جائیں کہ اس خلیفہ میں فلاں کمی ہے یا فلاں کمزوری ہے۔ آپ مجھے میری کمزوریوں کی نشاندہی کریں، حتّی الوسع کوشش کروں گا کہ ان کو دُور کروں لیکن مجلسوں میں بیٹھ کر باتیں کرنے والے کے خلاف نظام جماعت حرکت میں آئے گا اور اس کے خلاف کارروائی ہوگی۔ اس لئے میری یہی درخواست ہے کہ دعائیں کریں اور دعاؤں سے میری مدد کریں اور پھر ہم سب مل کر اسلام کے غلبہ کے دن دیکھیں۔ انشاءاللہ۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25/اپریل 2003ء بمقام مسجد فضل لندن)

خلیفۂ وقت اور جماعت مومنین کی ذمہ داریاں

مقامِ خلافت پر فائز ہونے والے بابرکت وجود اور افرادِ جماعت کا باہم جو ایک پاکیزہ رشتہ خدا تعالیٰ کی خاطر قائم ہوتا ہے، یہ پاکیزہ تعلق ہم پر بعض اہم ذمہ داریاں بھی عائد کرتا ہے۔ اُنہی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

'' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اپنی رعیت کے بارہ میں جوابدہ ہے۔ امام نگران ہے اور وہ اپنی رعیت کے بارہ میں جوابدہ ہے۔ آدمی اپنے گھر والوں پر نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے، اس سے اس کی رعیت کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔ خادم اپنے مالک کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔

(بخاری کتاب الأستقراض و اداء الدیون)

اس حدیث میں چار لوگوں کو توجہ دلائی گئی ہے۔ ایک امام کو کہ وہ اپنی رعیت کا خیال رکھے۔......اور یہ چیز تو ایسی ہے جس سے میرے تو رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو ذمہ داری سپرد کی ہے اس کی ادائیگی میں سستی نہ ہوجائے اور یہ ذمہ داری ایسی ہے کہ جو نہ کسی ہوشیاری سے ادا ہوسکتی ہے، نہ صرف علم سے ادا ہوسکتی ہے، نہ صرف عقل سے ادا ہوسکتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال نہ ہو تو ایک قدم بھی نہیں چلا جاسکتا اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دعاؤں کے ذریعہ ہی جذب کرنے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔ پس سب سے پہلے تو میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ دعاؤں کے ذریعہ سے میری مدد کریں اور میں ہر وقت آپ کے لئے دعاگو رہوں کیونکہ جماعت اور خلافت لازم وملزوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی ذمہ داریاں اُس طرح ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس طرح وہ چاہتا ہے۔ جب سب مل کر خلافت احمدیہ اور خلیفۂ وقت کے لئے دعا کررہے ہوں گے تو یہ چیز اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کو کھینچنے والی ہوگی کیونکہ امام اور جماعت کی دعائیں ایک سمت میں چل رہی ہوں گی، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اللہ تعالیٰ سے مانگ رہی ہوں گی۔ تو جب ایک سمت میں چل رہی ہوں گی تو دعائیں کرنے والوں کی سمتیں بھی ایک طرف چلتی رہیں گی۔ ان کو بھی یہ خیال رہے گا کہ جب ہم دعا کر رہے ہیں تو ہمارے عمل بھی ایسے ہونے چاہئیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہوں، اس سمت میں جا رہے ہوں جہاں خلیفۂ وقت اور اللہ اور رسول کے حکموں کے مطابق ہمیں جانا چاہئے یا خلیفۂ وقت اللہ اور رسول کے حکموں کے مطابق ہمیں لے جانا چاہتا ہے۔ اگر اس احساس کے ساتھ دعا کر رہے ہوں گے تو اپنی اصلاح کی بھی ساتھ ساتھ توفیق ملتی رہے گی اور امام کے لئے نگرانی کا کام بھی آسان ہو رہا ہوگا۔

پس اس نکتہ کو ہر احمدی کو سمجھنا چاہئے کہ جہاں امام کی ذمہ داری ہے کہ انصاف قائم کرے اور اللہ اور رسول کے حکموں کے مطابق جماعت کی تربیت کی طرف توجہ دے، ان کی تکلیفوں کو دور کرنے کی کوشش کرے، ان کے لئے دعائیں کرے وہاں افراد جماعت کو بھی اس احساس کو اپنے اندر قائم کرنا ہوگا کہ اگر ہمیں خلافت سے محبت ہے تو ہم بھی اپنی حالتوں کو دیکھیں اور ان کی طرف دیکھتے ہوئے اپنی زندگی کو اس نہج پر چلانے کی کوشش کریں جس پر خدا اور رسول کے حکموں کے مطابق ہماری زندگی چلنی چاہئے یا جس طرف ہمیں خلیفۂ وقت چلانا چاہتا ہے۔

دیکھیں جب ماں باپ اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دیتے ہیں تو بعض اوقات بچوں میں یہ احساس بھی پیدا کرتے ہیں اور ان کے اس احساس کو بیدار کرتے ہیں کہ تم ہماری عزت اور ہمارے خاندان کی عزت کی خاطر یہ یہ بُری باتیں چھوڑ دو اور نیک عمل کرو۔ ایسی باتیں نہ کرو جس سے دوسروں کے سامنے ہماری سُبکی ہو۔ نگران کا ان کے ان جذبات کو ابھارنا بھی ان کی اصلاح کا ایک حصہ ہے، ایک کام ہے۔ پس ہر فرد جماعت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی طرف منسوب ہوتا ہے یہ بات یاد رکھے کہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہوکر آپؑ کو بدنام نہیں کرنا۔ اس بات کا حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بھی اظہار فرمایا ہے''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6/اپریل 2007ء)

خلافت احمدیہ اور تائید الٰہی

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کو مبعوث فرمایا تو آپ کے پیروکاروں کے لئے عظیم الشان ترقیات کے وعدے بھی فرمائے۔ ہماری تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدوں کو پورا فرماتے ہوئے ہمیشہ جماعت احمدیہ کی نصرت اور تائید فرمائی اور معاندین کے بدارادوں سے جماعت کو محفوظ رکھا۔ اِس سوسالہ تاریخ کا ذکر کرتے ہوئے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس روحانی فرزند کی جماعت کے ساتھ جماعتی طور پر بھی اور انفرادی طور پر بھی اللہ تعالیٰ نے ایسے نشانات دکھائے جو افراد جماعت کے ازدیاد ایمان کا باعث بنے۔ جماعتی طور پر تو ہم دیکھتے ہیں حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد مخالفین کو یہ خیال ہوگیا کہ اب یہ جماعت گئی کہ گئی لیکن جیسا کہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ:

''سوائے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلاوے''۔ ہم نے دیکھا کہ یہ بات کس طرح سچ ثابت ہوئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو اللہ تعالیٰ نے خلافت کی رِدا پہنا کر مخالفین کی خوشیوں کو پامال کردیا اور مومنین پھر ایک ہاتھ پر اکٹھے ہوگئے''۔

پھر خلافت ثانیہ کے وقت میں ہم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین کی کس طرح مدد ونصرت فرمائی۔ اندرونی اور بیرونی مخالفین کی کوششوں اور خواہشوں کو پامال کرکے احمدیت کی کشتی کو اس بالکل نوجوان لیکن اولوالعزم پسرِ موعود کی قیادت میں آگے بڑھاتا چلا گیا اور جماعت کو ترقیات پر ترقیات دیتا چلا گیا۔ اور دنیا کے بہت سے ممالک میں اللہ تعالیٰ کی خاص تائید اور نصرت کی وجہ سے احمدیت کا جھنڈا خلافت ثانیہ میں لہرایا گیا۔

پھر خلافت ثالثہ میں انتہائی سخت دور آیا اور دشمن نے جماعت کو، افراد جماعت کو مایوس اور مفلوج کرنے کی کوشش کی اور اپنے زُعم میں جماعت کے ہاتھ کاٹ دیئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت وفضل سے جماعت کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹنے دیا۔ یہ قدم آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا بلکہ ایک دنیا نے دیکھا کہ مخالفین کے نہ صرف ہاتھ کٹے بلکہ گردنیں بھی اڑادی گئیں اور یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے بلکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت کے نظارے ہیں۔

پھر خلافت رابعہ کے دَور میں مخالفین نے خیال کیا کہ اب ہم نے ایسا داؤ استعمال کیا ہے یا مخالفین کے ایک سرغنے نے خیال کیا کہ اب مَیں نے ایسا داؤ استعمال کیا ہے کہ اب جماعت احمدیہ ہر طرف سے بندھ گئی ہے، اس کے لئے کوئی راستہ نہیں ہے اور یہ اپنی موت آپ مرجائے گی۔ لیکن جیسا کہ بے شمار الہامات سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ مَیں تیری مدد کروں گا۔ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس خلیفۂ راشد کی بھی اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور دشمن اپنی تمام تر تدبیروں اور مکروں کے باوجود نظام خلافت کو مفلوج اور ختم کرنے میں ناکام و نامراد ہوا۔ بلکہ اپنے وعدے کے مطابق کہ ''مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''، اللہ تعالیٰ نے ایسے راستے کھلوائے اور اس طرح مدد فرمائی کہ دشمن بیچارہ دانت پیستا رہ گیا۔ اور ہم سب جانتے ہیں کہ آج کل تبلیغ کا ایک بہت بڑا ذریعہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے ہے۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد مخالفین اس امید پر تھے کہ شاید اب یہ انتہا ہوچکی ہے اس لئے شاید اب جماعت کا زوال شروع ہوجائے لیکن بےوقوفوں کو یہ پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے منصوبے کیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جس مسیح الزمان کو اپنی تائید ونصرت کے وعدوں کے ساتھ اس زمانے میں بھیجا ہے وہ نصرت نہ مخالفین کی خواہشوں سے ختم ہونی ہے نہ ان کی کوششوں سے ختم ہونی ہے، انشاء اللہ۔ اور نہ کسی وقت یا کسی خاص فرد کے ساتھ یہ نصرت وابستہ ہے۔ یہ نصرت کے وعدے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہیں اور حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیاری جماعت سے وابستہ ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اور دنیا کی کوئی طاقت اس میں روک نہیں بن سکتی۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت کے وعدے ہر قدم پر، ہر روز ہم دیکھتے ہیں''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14/ جولائی 2006ء بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن)

(باقی آئندہ)

خطبہ جمعہ

سو سال سے زائد عرصہ پہلے حضور علیہ السلام نے مسلمانوں کا جو نقشہ کھینچا تھا آج بھی مسلمانوں کی حالت پر پوری طرح صادق آرہا ہے۔

یاد رکھو کہ ان فتنوں کا علاج آسمان میں ہے نہ کہ لوگوں کے ہاتھوں میں۔ اُمّت اتنے فرقوں میں بٹ گئی ہے کہ بجز خدائے رحمٰن کی عنایت کے ان کا اکٹھا ہونا محال ہے۔ اللہ تعالیٰ ان متفرق لوگوں کو صرف آسمانی صُور پھونک کر ہی زندہ فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں جس فرستادے کو بھیجنا تھا وہ آچکا ہے۔ اسے قبول کریں اور اس جری اللہ کا ساتھ دے کر اس جہاد میں حصّہ لیں جہاں دوسرے مذاہب کو اسلام نے شکست دینی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ''اَلْھُدٰی وَالتَّبْصِرَۃُ لِمَنْ یَّرٰی'' کے حوالہ سے مسلمان حکمرانوں، امراء، علماء اور عوام کی حالت زار اور طرح طرح کے فتن اور مفاسد کے تجزیہ پر مشتمل نہایت بصیرت افروز، پُر شوکت بیان اور مسلمانوں کو بیش قیمت نصائح۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 15/اپریل 2011ء بمطابق 15/شہادت 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

دو جمعہ پہلے مَیں نے حکمرانوں کے غلط رویوں اور عوام کے حقوق صحیح طور پر ادا نہ کرنے اور عوام الناس کے ردّ عمل اور رویے کی قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کی روشنی میں وضاحت کی تھی کہ ان حالات میں ایک حقیقی مسلمان کو حکمرانوں کے متعلق کیا ردّ عمل دکھانا چاہئے اور آج کل کیونکہ عرب ممالک میں تازہ تازہ اپنے سربراہان اور حکمرانوں کے خلاف یہ ہوا چلی ہے کہ اُن سے کس طرح حقوق لینے ہیں یا اُن کو حکومتوں سے کس طرح اتارنا ہے اور علیحدہ کرنا ہے اس لئے ہمارے عرب ممالک کے رہنے والے احمدی اس موضوع پر زیادہ دلچسپی رکھتے ہیں۔ اسی دلچسپی کو مدّ نظر رکھتے ہوئے ہمارے عربی چینل کے ایم ٹی اے تھری (MTA-3) کے لائیو پروگرام کرنے والوں نے، اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر کا جو اُن کا لائیو پروگرام ہے اور ہر مہینے کی پہلی جمعرات سے اتوار تک ہوتا ہے، اُس میں انہوں نے اس موضوع کو رکھا تھا جو براہِ راست عرب ممالک کے سیاسی حالات سے متعلق تو نہیں تھا لیکن پھر بھی مسلمانوں کے موجودہ حالات پر روشنی ڈالتا ہے۔ اس پروگرام کو کنڈکٹ (Conduct) کرنے والے شریف عودہ صاحب اِس پروگرام کے متعلق مجھے کچھ بتا بھی گئے تھے۔ پھر بعد میں انہوں نے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب 'اَلْھُــدٰی' کے کچھ حصہ پر نشان لگا کے بھیجا۔ یہ اس کا پہلا حصہ ہے۔ ترجمہ بھی ساتھ ساتھ ہے۔ یہ تمام مضمون خاص طور پر اِن ملکوں کے سربراہوں کے حالات پر منطبق ہے جہاں آج کل یہ فساد ہو رہے ہیں۔ بلکہ یہ مضمون نہ صرف حکمرانوں بلکہ عوام الناس اور پھر علماء پر بھی منطبق ہوتے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کتاب میں اگلا حصہ علماء کے بارہ میں بھی لکھا ہے۔ اپنے پروگرام میں شاید اس حوالے سے انہوں نے وضاحت سے باتیں بھی کی ہوں گی۔

بہرحال مَیں بھی اس بارہ میں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔

یہ صرف چند ملکوں کا جن کے عوام پُرجوش ہو کر حکومتوں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں، اُن کا ہی نقشہ نہیں ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھینچا ہے بلکہ جو نقشہ مسلمان بادشاہوں کا اور حکمرانوں کا اور عوام کا اور علماء کا سو سال سے زائد عرصہ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھینچا ہے آج بھی تمام مسلم ممالک آپ کے ان الفاظ کی صداقت کی گواہی دیتے ہیں۔ یہی حالات آج کل پیش آ رہے ہیں۔ اور جب ہم مزید نظر دوڑائیں تو صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے مسلم ممالک نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد جو نئی اسلامی مملکتیں وجود میں آئی ہیں، اُن کے سربراہوں اور رعایا اور نام نہاد علماء کا بھی یہی حال ہے۔ جو اپنی کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا۔ اور پھر اس تمام خوفناک اور قابلِ شرم صورتِ حال کا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب میں بیان فرمائی ہے، حل بھی بیان فرمایا ہے کہ مسیح وقت جس نے آنا تھا وہ آچکا اور ہزاروں نشانات اور آسمانی تائیدات اُس کی آمد کی گواہی دے رہی ہیں۔ اور اُس کو ماننے میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرنے میں اب مسلمانوں کی بقا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ لیکن آپ کی بات کا مثبت جواب دینے کی بجائے آپ کے خلاف مخالفتوں کے طوفان ہی اُٹھے۔ تاہم آپ کے دعویٰ کے بعد ایک اچھی صورتِ حال یہ بھی سامنے آئی کہ مخالفینِ احمدیت نے اسلام کی خدمت کا دعویٰ کرتے ہوئے اسلام کی تبلیغ کی کوششیں بھی شروع کر دیں۔ اُن کی ان کوششوں کی حقیقت کیا ہے اور کس حد تک اسلام کا درد ہے؟ یہ تو اللہ بہتر جانتا ہے۔ اس تفصیل میں تو نہیں جاؤں گا لیکن بہرحال بعض تنظیموں نے اسلام کا پیغام پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن کیونکہ براہِ راست الٰہی رہنمائی حاصل نہیں تھی اس لئے بہت سی بدعات یا اپنے اپنے خاص مکتبہ فکر جس کی طرف مختلف گروپ منسوب تھے، اُن کے نظریات کی زیادہ تقلید کی گئی اور بہت سارے نظریات اور بدعات راہ پا گئیں۔ بنیادی اسلامی تعلیم کو بھلایا جاتا رہا۔ حکم اور عدل تو خدا تعالیٰ نے ایک ہی کو بھیجنا تھا جس نے غلط اور صحیح اور حقیقی اور غیر حقیقی کے درمیان لکیر کھینچ کر واضح کرنا تھا۔ اُس حکم اور عدل کے بغیر تو غلط نظریات ہی راہ پانے تھے لیکن بہرحال ایک ہل جُل (ہلچل) مسلمانوں میں پیدا ہوئی اور ایک طبقے کو مذہب میں دلچسپی بھی پیدا ہوئی بلکہ بڑھی اور یہ دلچسپی اصل میں تو لوگوں کے اندر کی بے چینی کو دور کرنے کے لئے تھی اور یہ بھی اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کی تقدیر کے تحت ہی ہو رہا تھا تا کہ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ کی تلاش کریں۔ گو کہ بعض جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا اور ہو رہا ہے وہ تلاش میں کامیاب ہوتے ہیں اور بعض غلط ہاتھوں میں پڑنے کی وجہ سے اس بے چینی کو دور کرنے کی جستجو میں ہی دنیا سے چلے جاتے ہیں۔ یہاں میرے پاس جب بیعت کرنے والوں کے واقعات آتے ہیں تو اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ سعید روحیں کس قدر بے چین تھیں، حق کو پانے کے لئے اُن کی کیا حالت تھی اور پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کی کس طرح رہنمائی فرمائی۔ اس رہنمائی کو بعض اتفاقات کہتے ہیں لیکن اصل میں یہ خدا تعالیٰ کے اس اعلان کی صداقت ہے کہ جس کو وہ چاہتا ہے، ہدایت دیتا ہے۔ بہرحال ایسے بے شمار واقعات ہیں جن کو مَیں کسی وقت بیان کروں گا، جس طرح گزشتہ جمعہ میں صحابہ کے واقعات بیان کئے تھے تا کہ دنیا کو پتہ چلے کہ وہ خدا جس طرح پہلے رہنمائی فرماتا تھا آج بھی رہنمائی فرما رہا ہے۔

احمدیت کی ترقی اور تبلیغ کے کام اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کو احمدیت کے ذریعے دنیا میں پھیلتا دیکھ کر نیک فطرت مسلمانوں کو روزانہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی آغوش میں آتا دیکھ کر بعض مسلمان حکومتوں نے بھی مولویوں کو رقمیں دے کر دنیا میں بھیجا اور پھیلانے کی کوشش کی۔ افریقن ممالک میں مدرسے بھی کھولے گئے اور کھولے جا رہے ہیں۔ اسلامی یونیورسٹیوں کے نام پر ادارے بھی بنائے جا رہے ہیں۔ کچھ حد تک حکومتوں کی دولت لگ رہی ہے۔ اس لئے جو غریب ممالک ہیں، ترقی پذیر ممالک ہیں یا غیر ترقی یافتہ ممالک ہیں ان کی حکومتیں بھی انہیں سہولتیں دے دیتی ہیں تا کہ مزید دولت آئے اور ملک کی معیشت بہتر ہو۔ لیکن ان نام نہاد علماء نے جو اس طرح وہاں تبلیغ کرنے جاتے ہیں، انہوں نے تبلیغی مراکز کے نام پر اصل میں اسلام کی تبلیغ اور مسلمانوں کی تربیت کی کوشش کم کی ہے اور جماعتِ احمدیہ کے خلاف منصوبہ بندی پر زیادہ زور دیا جا رہا ہے۔ اور اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہ یہ اپنی کوششوں میں ناکام ہی ہوتے ہیں اور ہو رہے ہیں، پہلے بھی ہوتے رہے ہیں۔ بہرحال اس بہانے اِن ملکوں میں بعض جگہ پر غریبوں کی معاشی حالت بہتر ہوئی ہے۔

لوگوں پر اسلام کی حقیقی تعلیم جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے پیغام کے ذریعے کھل جاتی ہے اور ایک دفعہ جب وہ یہ پیغام سمجھ لیتے ہیں تو پھر ہر وہ شخص جو دین کا درد رکھتا ہے، اس پیغام کو اہمیت دیتا ہے اور اس کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ جو نور خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اُس کا بندے تو مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کوئی انسانی کوشش اُس کے مقابلے پر کھڑی نہیں رہ سکتی۔ یہ دولتمند حکومتیں چاہے جتنا بھی اسلام کی خدمت کے نام پر احمدیت سے لوگوں کو برگشتہ کرنے کی کوشش کریں ہر عقلمند انسان جو ہے اُس پر سچائی اور جھوٹ ظاہر ہو جاتا ہے۔ دنیاوی کوشش چاہے خدا کے نام پر ہی کی جائے، اگر خدا کی منشاء کے خلاف ہو، تو اس میں برکت پڑ ہی نہیں سکتی۔ برکت اُسی میں پڑتی ہے، نیک نتائج اُسی کام کے ظاہر ہوتے ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائیدات ہوتی ہیں۔ ہمارے مبلغین، ہمارے معلمین اور وہ احمدی جو اِن علاقوں میں رہتے ہیں جہاں ان تائیدات کے نظارے دیکھتے ہیں اور اُن کو ہر لمحہ نظر آ رہے ہوتے ہیں۔ یہ نظارے اُن کے ایمان میں اضافہ کرتے ہیں۔ یہ نظارے ہر طلوع ہونے والے دن میں ان تائیدات کی وجہ سے ان کے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرتے چلے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی تائید میں خدا تعالیٰ کے ایک زبردست نشان کا اظہار فرمایا جو ہر روز پورا ہوتا ہے۔ آپؑ براہینِ احمدیہ کی پیشگوئیوں کا ذکر فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''اس کتاب براہینِ احمدیہ میں اللہ تعالیٰ مجھے ایک دعا سکھاتا ہے یعنی بطور الہام فرماتا ہے رَبِّ لَاتَذَرْنِی فَرْدًا وَاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ۔ یعنی مجھے اکیلا مت چھوڑ اور ایک جماعت بنا دے۔ پھر دوسری جگہ وعدہ فرماتا ہے۔ یَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ ہر طرف سے وہ زر اور سامان جو مہمانوں کے لئے ضروری ہے اللہ تعالیٰ خود مہیا کرے گا اور وہ ہر ایک راہ سے تیرے پاس آئیں گے۔'' فرمایا کہ ''اب غور کرو جس زمانے میں یہ پیشگوئی شائع ہوئی یا لوگوں کو بتائی گئی اُس وقت کوئی شخص یہاں آتا تھا؟ مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ کبھی سال بھر میں بھی ایک خط یا مہمان نہ آتا تھا''۔

(ملفوظات جلد نمبر5 صفحہ 128 جدید ایڈیشن)

پھر آپ نے فرمایا کہ یہ تعداد کا بڑھنا، مخلصین کا آنا اور آپ کی بیعت میں شامل ہونا، یہ ایک ایسا نشان ہے جو ہر روز پورا ہو رہا ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد نمبر5 صفحہ 129 جدید ایڈیشن)

آج بھی ہم خدا تعالیٰ کے یہ نظارے دیکھ رہے ہیں۔ باوجود تمام تر مخالفتوں کے، باوجود بعض مرتدین کی کوششوں کے جن کو دنیاوی لالچ نے دین سے دور کر دیا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے مَیں روزانہ کی ڈاک میں بلا ناغہ بعض دفعہ درجنوں میں، بعض دفعہ سینکڑوں میں اور کبھی ہزاروں میں بھی بیعتوں کی خوشخبریاں پڑھتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ بیعت فارم آتے ہیں اور بعض ایسے ایمان افروز واقعات ہوتے ہیں کہ سوائے خدا تعالیٰ کی ذات کے دلوں کی یہ کیفیت کوئی اور پیدا کر ہی نہیں سکتا جو ان نو مبائعین کے جذبات کی کیفیت ہوتی ہے۔ پھر یورپ اور امریکہ میں بعض لوگ مجھے ملتے ہیں، جب اُن سے پوچھو کہ کس طرح احمدی ہوئے؟ تو بتاتے ہیں کہ اپنے کسی غیر احمدی مسلمان دوست کے ذریعہ اسلام کی طرف توجہ پیدا ہوئی یا ویسے ہی اسلام کی طرف توجہ پیدا ہوئی اور غیر احمدی مسلمانوں سے رابطہ ہوا اور اسلام قبول بھی کر لیا لیکن بے یقینی اور بے سکونی کی کیفیت پھر بھی جاری رہی۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور اتفاق سے احمدیت کا تعارف ہوا تو اس کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہا کہ اس حقیقی اسلام کو قبول کیا جائے اور اس کی آغوش میں آیا جائے تا کہ دل کا سکون حاصل ہو۔ اسی طرح مسلمانوں میں سے ہزاروں لاکھوں جب اپنی نیک فطرت کی وجہ سے حق کی تلاش کرتے ہیں تو حقیقت اُن پر آشکار ہو جاتی ہے، اُن پر کھل جاتی ہے۔ وہ فوراً احمدیت قبول کرتے ہیں اور مسلمانوں میں سے جو احمدیت میں آتے ہیں اور حقیقی اسلام کو سمجھتے ہیں اُن کو تو خاص طور پر احمدیت قبول کرنے کے بعد اپنے خاندانوں اور ماحول کی وجہ سے بعض بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بعض دفعہ بڑی اذیت ناک صورتِ حال سے گزرنا پڑتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ ثابت قدم رہتے ہیں اور اس ثابت قدمی کے لئے دعا کے لئے بھی لکھتے رہتے ہیں۔ یہ ثابت قدمی وہ اس لئے دکھاتے ہیں کہ حقیقت کو پہچاننے کے بعد حقیقت سے دور ہٹ کر کہیں وہ گناہگار نہ بن جائیں۔ اپنے علماء کا حال دیکھ کر اُنہیں نظر آ رہا ہوتا ہے کہ یہ لوگ جو ہیں یہ قول و فعل کا تضاد رکھتے ہیں۔ اُن کی علمی حالت ایسی نہیں کہ غیر مذاہب کے اعتراضات کا جواب دے سکیں بلکہ دفاع تو ایک طرف رہا بعض دفعہ مداہنت دکھا جاتے ہیں یا کہہ دیتے ہیں کہ اِن لوگوں سے بحث کی ضرورت نہیں اور یہ غیر اسلامی بات ہے۔ خاص طور پر عرب ممالک میں رہنے والے جو ہیں وہ تو اب اکثر جان گئے ہیں۔ جن لوگوں کا ایم۔ٹی۔اے سے رابطہ ہو گیا ہے، تعلق جُڑ گیا ہے چاہے اُنہوں نے احمدیت قبول کی ہے یا نہیں کی، عیسائی پادریوں کے اعتراضات کے جوابات جس طرح ٹھوس طور پر لاجواب کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے علماء دیتے ہیں اُن کے علاوہ اور کوئی اُن کو دینے والا نظر ہی نہیں آتا۔ اُن کے علماء تو اس کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتے۔ کئی خطوط آتے ہیں کہ ہم اسلام پر اعتراضات سُن سُن کر بے چین ہوتے تھے اور دعائیں مانگتے تھے کہ خدا تعالیٰ ہماری اس بے چینی کو دور کرے اور ہمیں اسلام کی شان و شوکت دکھائے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کرتے ہوئے ہمیں ایک دن اتفاق سے ایم۔ٹی۔اے دکھا دیا اور احمدی علماء نے جس طرح اسلام پر اعتراض کرنے والوں کے مدلّل جواب دیئے ہیں اور اُنہیں جواب دے کر چُپ کرایا ہے ہمارے بھی سر فخر سے اونچے ہو گئے ہیں اور ہمیں بھی سکون کا سانس آیا ہے۔

بہر حال جیسا کہ مَیں نے کہا کسی وقت ان واقعات اور احساسات کا بھی ذکر کروں گا جو لوگوں کے آتے ہیں۔ اس وقت جیسا کہ مَیں نے شروع میں کہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی کتاب ''اَلْھُدیٰ'' میں جو بادشاہوں اور مختلف طبقوں کو مخاطب کر کے توجہ دلائی ہے یا اُن کا حال پیش فرمایا ہے اُس میں سے کچھ حصے پیش کرتا ہوں۔ اُس زمانے میں مسلمانوں کی کیا حالت تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''مسلمانوں میں بگاڑ پیدا ہو گیا ہے اور نیک لوگ سرخ گندھک کی مانند ہو گئے ہیں (نیکی بالکل نایاب ہو گئی ہے)۔ ان میں نہ تو اخلاقِ اسلام رہے ہیں اور نہ بزرگوں کی سی ہمدردی رہ گئی ہے۔ کسی سے بُرا آنے سے باز نہیں آتے خواہ کوئی پیارا یار کیوں نہ ہو۔ لوگوں کو کھولتا ہوا پانی پلاتے ہیں (یعنی تکلیفیں ہی دیتے چلے جاتے ہیں) خواہ کوئی خالص دوست ہی ہو۔ اور دسواں حصہ بھی بدلہ میں نہیں دیتے خواہ بھائی ہو یا باپ یا کوئی اور رشتہ دار ہو اور کسی دوست اور حقیقی بھائی سے بھی سچی محبت نہیں کرتے اور ہمدردوں کی بڑی بھاری ہمدردی کو بھی حقیر سمجھتے ہیں۔ اور محسنوں سے نیکی نہیں کرتے اور لوگوں پر مہربانی نہیں کرتے خواہ کیسے ہی جان پہچان کے آدمی ہوں۔ اور اپنے رفیقوں کو بھی اپنی چیزیں دینے سے بخل کرتے ہیں بلکہ اگر تم (اپنی نظر دوڑاؤ) دوڑاؤ اپنی آنکھ کو ان میں اور بار بار ان کے منہ کو دیکھو۔ (یعنی اپنی نظر دوڑاؤ اور ان کو دیکھو) تو تم اس قوم کی ہر جماعت کو پاؤ گے فسق اور بد دیانتی اور بے حیائی کا لباس پہنا ہوا ہے۔ اور ہم اس جگہ تھوڑا سا حال اپنے زمانے کے بادشاہوں اور دوسرے لوگوں کا لکھتے ہیں جو ہوا پرست لوگ ہیں......''۔

پھر آگے بادشاہوں کے حالات میں فرماتے ہیں:۔

یہ عربی میں ہے ساتھ ساتھ اُس کا ترجمہ بھی آپ نے فرمایا کہ: ''خدا تیرے پر رحم کرے کہ اکثر بادشاہ اس زمانہ کے اور امراء اس زمانہ کے جو بزرگانِ دین اور حامیانِ شرع متین سمجھے جاتے ہیں وہ سب کے سب اپنی ساری ہمت کے ساتھ زینتِ دنیا کی طرف جھک گئے ہیں۔ اور شراب اور باجے اور نفسانی خواہشوں کے سوا اُنہیں اور کوئی کام ہی نہیں۔ وہ فانی لذتوں کے حاصل کرنے کے لئے خزانے خرچ کر ڈالتے ہیں۔ اور وہ شرابیں پیتے ہیں نہروں کے کنارے اور بہتے پانیوں اور بلند درختوں اور پھلدار درختوں اور شگوفوں کے پاس اعلیٰ درجہ کے فرشوں پر بیٹھ کر اور کوئی خبر نہیں کہ رعیّت اور ملّت پر کیا بلائیں ٹوٹ رہی ہیں۔ اُنہیں امورِ سیاسی اور لوگوں کے مصالح کا کوئی علم نہیں۔ اور ضبطِ امور اور عقل اور قیاس سے انہیں کچھ بھی حصہ نہیں ملا......''۔ فرمایا کہ ''...... اسی طرح حرماتِ اللہ کے نزدیک جاتے ہیں اور اُن سے بچتے نہیں''۔ (جو باتیں اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہوئی ہیں اُن کے نزدیک جاتے ہیں) ''اور حکومت کے فرائض کو ادا نہیں کرتے اور متقی نہیں بنتے۔ یہی وجہ ہے کہ شکست پر شکست دیکھتے ہیں اور ہر روز تنزل اور کمی میں ہیں اس لئے کہ انہوں نے آسمان کے پروردگار کو ناراض کیا اور جو خدمت اُن کے سپرد ہوئی تھی اُس کا کوئی حق ادا نہیں کیا......''۔ فرمایا ''...... وہ زمین کی طرف جھک گئے ہیں اور پوری تقویٰ سے انہیں کہاں حصہ ملا ہے۔ اس لئے ہر ایک سے جو اُن کی مخالفت کے لئے اُٹھ کھڑا ہو، شکست کھاتے ہیں اور باوجود کثرتِ لشکروں اور دولت اور شوکت کے بھاگ نکلتے ہیں۔ اور یہ سب اثر ہے اُس لعنت کا جو آسمان سے اُن پر برستی ہے۔ اس لئے کہ اُنہوں نے نفس کی خواہشوں کو خدا پر مقدم کر لیا اور ناچیز دنیا کی مصلحتوں کو اللہ پر اختیار کر لیا اور دنیا کی فانی لہو و لعب اور لذتوں میں سخت حریص ہو گئے اور ساتھ اس کے خود بینی اور گھمنڈ اور خود نمائی کے ناپاک عیب میں اسیر ہیں۔ دین میں سست اور ہار کھائے ہوئے اور گندی خواہشوں میں چست چالاک

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

ہیں.....‘‘۔فرماتے ہیں کہ’’......اُنہوں نے خواہشوں سے اُنس پکڑ لیا اور اپنی رعیت اور دین کو فراموش کر دیا‘‘۔(نہ عوام کا خیال ہے، نہ دین کا خیال ہے)’’ اور پوری خبر گیری نہیں کرتے۔ بیت المال کو باپ دادوں سے وراثت میں آیا ہوا مال سمجھتے ہیں اور رعایا پر اسے خرچ نہیں کرتے جیسے کہ پرہیز گاری کی شرط ہے۔اور گمان کرتے ہیں کہ ان سے پرسش نہ ہوگی اور خدا کی طرف لوٹنا نہیں ہوگا۔سو ان کی دولت کا وقت خواب پریشان کی طرح گزر جاتا ہے.....‘‘۔فرمایا’’......اگر تم ان کے فعلوں پر اطلاع پاؤ تو تمہارے رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور حیرت تم پر غالب آ جائے۔سو غور کرو کیا یہ لوگ دین کو پختہ کرتے اور اس کے مددگار ہیں۔کیا یہ لوگ گمراہوں کو راہ بتاتے اور اندھوں کا علاج کرتے ہیں‘‘۔

(الھدی والتبصرۃ لمن یری۔ روحانی خزائن جلد 18۔ صفحہ 280-284۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

یہ تو ان بادشاہوں کا حال ہے۔لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ افریقن ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مشن کو ناکام کرنے کے لئے یہ اپنی طرف سے کوشش کرتے ہیں۔گو اپنی دولت کا تو یہ شاید ہزارواں حصہ بھی خرچ نہیں کرتے۔معمولی سی رقم دے کر (کیونکہ دولت ان کے پاس بے انتہا ہے، تیل کی دولت ہے۔) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مشن کی مخالفت کے لئے اپنے مشنری بھیجے ہیں۔پہلے ان کو خیال نہیں آیا لیکن اب اس کام کے لئے بھیج رہے ہیں۔بہرحال پھر آگے آپؑ فرماتے ہیں کہ:

’’......انہیں شریعت کے احکام سے نسبت ہی کیا۔بلکہ وہ تو چاہتے ہیں کہ اس کی قید سے نکل کر پوری بے قیدی سے زندگی بسر کریں۔اور خلفائے صادقین کی سی قوت عزیمت ان میں کہاں اور صالح پرہیزگاروں کا سا دل کہاں جس کا شیوہ حق اور عدالت ہو۔بلکہ آج خلافت کے تخت ان صفات سے خالی ہیں.....‘‘۔ (لیکن کہتے ہیں کہ ہم میں خلافت قائم ہوگی۔اُس کے لئے کوششیں کی جاتی ہیں۔ علماء کی طرف سے کبھی کسی کا نام پیش کیا جاتا ہے کبھی کسی کا۔فرمایا لیکن بہرحال ان کے دل ان صفات سے خالی ہیں اس لئے خلافت ان میں ہو نہیں سکتی۔

پھر فرماتے ہیں کہ’’......دھیان نہیں کرتے کہ ملت کی ہوا اُکھڑ گئی ہے اور اس کے چراغ بجھ گئے ہیں اور اس کے رسول کی تکذیب ہو رہی ہے اور اس کے صحیح کو غلط کہا جا رہا ہے بلکہ ان میں سے بہتیرے خدا کی منع کی ہوئی چیزوں پر اڑ بیٹھے ہوئے ہیں۔اور سخت دلیری سے خواہشوں کو محرمات کے بازاروں میں لے جاتے ہیں.....‘‘۔(یعنی کھلے عام ایسی بے حیائیاں کر رہے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہوا ہے۔) فرمایا کہ’’......صبح اور شام ان کی خوش زندگی ہر طرح کی لذات میں بسر ہوتی ہے۔سو ایسے لوگوں کو خدا سے کیونکر مدد ملے جبکہ ان کے ایسے پُرمعصیت اور بُرے اعمال ہوں۔بلکہ ان عیش پسند غافل بادشاہوں کا وجود مسلمانوں پر خدا تعالیٰ کا بڑا بھاری غضب ہے‘‘۔(ان کا وجود ہی مسلمانوں کی سزا بھی ہے)’’ جو ناپاک کیڑوں کی طرح زمین سے لگ گئے ہیں اور خدا کے بندوں کے لئے پوری طاقت خرچ نہیں کرتے اور لنگڑے اونٹ کی طرح ہو گئے ہیں اور چست چالاک گھوڑے کی طرح نہیں دوڑتے۔اسی سبب سے آسمان کی نصرت ان کا ساتھ نہیں دیتی اور نہ ہی کافروں کی آنکھ میں ان کا ڈر خوف رہا ہے جیسے کہ پرہیزگار بادشاہوں کی خاصیت ہے۔بلکہ یہ کافروں سے یوں بھاگتے ہیں جیسے شیر سے گدھے۔اور لڑائی کے میدان میں ان کے دو ہزار کے لئے دو کافر کافی ہیں......‘‘۔

فرمایا’’......ایسی خیانت اور گمراہی کے ہوتے انہیں کیونکر خدا سے مدد ملے۔اس لئے کہ خدا اپنی دائمی سنت کو تبدیل نہیں کرتا اور اس کی سنت ہے کہ کافر کو تو مدد دیتا ہے پر فاجر کو ہرگز نہیں دیتا۔یہی وجہ ہے کہ نصرانی بادشاہوں کو مدد مل رہی ہے اور وہ ان کی حدوں اور مملکتوں پر قابض ہو رہے ہیں اور ہر ایک ریاست کو دباتے چلے جاتے ہیں‘‘۔

(آج بھی دیکھ لیں ظاہری طور پر اگر نہیں بھی تو عملی طور پر غیروں کے ہاتھوں میں مسلمان بادشاہوں کی اور ملکوں کی لگامیں ہیں۔ان کی معیشت اُن کے ہاتھ میں ہے۔)

فرمایا کہ’’ خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کو اس لئے نصرت نہیں دی کہ وہ ان پر رحیم ہے‘‘(یعنی غیروں کو جو مدد مل رہی ہے اور مسلمانوں کی جو بری حالت ہے، غیروں کی یہ مدد اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن پر بڑا مہربان ہے)’’ بلکہ اس لئے کہ اس کا غضب مسلمانوں پر بھڑکا ہوا ہے۔کاش مسلمان جانتے‘‘۔

(الھدی والتبصرۃ لمن یری۔ روحانی خزائن جلد 18۔ صفحہ 284 تا 287۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

یہ آپ کا درد ہے۔اور آج یہ بات بڑی حقیقت ہے اور اخباروں میں جو حقیقت پسند کالم لکھنے والے ہیں، تبصرہ نگار ہیں، وہ بھی یہی لکھتے ہیں۔گزشتہ دنوں مَیں نے ’دی نیشن‘ میں ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا ایک مضمون دیکھا جنہیں پاکستان کا سائنٹسٹ کہا جاتا ہے۔انہوں نے بھی قرآنی آیات کی روشنی میں یہ سارا کچھ لکھا ہوا تھا کہ یہ یہ باتیں ہم کر رہے ہیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا عذاب ہم پر نازل ہو رہا ہے۔تو بہرحال یہ تو ان کی حالت ہے۔

پھر آگے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ’’ اگر یہ متقی ہوتے تو کیونکر ممکن تھا کہ ان کے دشمن ان پر غالب کئے جاتے۔بلکہ جب انہوں نے دعا اور عبادت کو چھوڑ دیا تب خدا نے بھی ان کی کچھ پروا نہ کی.....‘‘۔فرمایا’’......خدا کا عہد توڑنے اور قرآن کی حدود کی بے عزتی کرنے کے سبب سے خطرناک حادثے ان پر نازل ہو رہے ہیں۔اور بہت سے شہر ان کے ہاتھوں سے نکل گئے ہیں.....‘‘۔

فرمایا’’......یہ سب خدا تعالیٰ کی طرف سے سزا اور گرفت ہے.....‘‘۔فرماتے ہیں’’......دشمنوں نے انہیں رسوا نہیں کیا بلکہ خدا نے کیا۔اس لئے کہ خدا کی آنکھوں کے سامنے انہوں نے بے فرمانیاں کیں سو اس نے انہیں دکھایا جو دکھایا اور انہیں آفات میں چھوڑ دیا اور نہ بچایا اور ان کے وزیر بددیانت اور خائن ہیں.....‘‘۔

پھر آپ نے اس کی تفصیل بیان فرمائی کہ ان کے جتنے وزیر اور مشیر ہیں وہ اپنے وزیر اور مشیر ہونے کا حق ادا نہیں کر رہے بلکہ بددیانتی میں ان سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں اور بددیانتی کی طرف ان لوگوں کو لے کر جا رہے ہیں۔آگے لکھتے ہیں کہ’’ یورپ کے اخبار انہیں سست اور نالائق لکھتے ہیں‘‘۔

(الھدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 287تا289)

(اور آج بھی یہ حقیقت ہے)۔پھر آپ فرماتے ہیں’’......مردوں کی خُو بُو اُن میں رہی ہی نہیں.....‘‘۔’’......نماز کی پابندی نہیں کرتے اور خواہشیں ان کی راہ میں چٹان اور روک بن گئی ہیں اور اگر نماز پڑھیں بھی تو عورتوں کی طرح گھر میں پڑھتے ہیں اور متقیوں کی طرح مسجدوں میں حاضر نہیں ہوتے.....‘‘۔

(الھدی والتبصرۃ لمن یری۔ روحانی خزائن جلد 18۔ صفحہ 287 تا 292۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

پھر فرمایا:’’ اور وعظ کی کوئی بات سن نہیں سکتے۔جھٹ کبر اور نخوت کی عزت انہیں جوش دلاتی ہے اور غضب اور غیرت میں نیلے پیلے ہو جاتے ہیں۔اور اُن کے نزدیک بڑا مکرم وہ ہوتا ہے جو ان کا حال انہیں خوبصورت کر کے دکھائے اور ان کی اور ان کے اعمال کی تعریف کرے.....‘‘۔یعنی صرف خوشامدی ان کو پسند ہے۔پھر فرمایا کہ’’...... جب خدا نے ان کا فسق و فجور اور ظلم اور جھوٹ اور اترانا اور ناشکرگزاری دیکھی۔اُن پر ایسے لوگوں کو مسلّط کیا جو اُن کی دیواروں کو پھاندتے اور ہر بلند جگہ پر چڑھ جاتے ہیں اور ان کے باپ دادوں کی ملکیت پر قبضہ کرتے ہیں اور ہر ریاست کو دباتے چلے جاتے ہیں۔اور یہ سب کچھ ہونے والا تھا اور تم قرآن میں یہ باتیں پڑھتے ہو اور سوچتے نہیں.....‘‘۔جیسا کہ مَیں نے کہا معیشت کی صورت میں اب مسلمانوں کی ہر چیز غیروں کے قبضے میں ہے۔پھر آپ فرماتے ہیں کہ’’......سو جبکہ انہوں نے دِلوں کا تقویٰ بدل دیا خدا نے ان کے امورِ دنیا کو بدل دیا۔اور اس لئے بھی کہ وہ گناہوں پر دلیر تھے۔اور خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی اندرونی حالت کو آپ نہ بدل لیں اور نہ ہی ان پر رحم کیا جاتا ہے۔بلکہ خدا اُن گھروں پر لعنت کرتا ہے اور اُن شہروں پر جن میں لوگ بدکاری اور جرم کریں۔اور بدکاری کے گھروں پر فرشتے اتر کر کہتے ہیں اے گھر خدا تجھے ویران کرے‘‘۔

(الھدی والتبصرۃ لمن یری۔ روحانی خزائن جلد 18۔ صفحہ 292 تا 294۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن)

فرمایا’’...... بادشاہانِ نصاریٰ کو مت کوسو‘‘(لوگوں کو فرماتے ہیں کہ غیروں کو مت کوسو کہ تمہیں تکلیفیں پہنچا رہے ہیں)’’ سو بادشاہانِ نصاریٰ کو مت کوسو اور جو کچھ تمہیں ان کے ہاتھوں سے پہنچا ہے اسے مت یاد کرو۔اور بدکارو! خود اپنے آپ کو ملامت کرو۔کیا تم میری باتیں سنتے ہو نہیں نہیں تم تو منہ بناتے اور گالیاں دیتے ہو۔اور تمہیں سننے والے کان اور سمجھنے والے دل تو ملے ہی نہیں اور تمہیں اتنی فرصت ہی کہاں کہ کھانے پینے سے عقل کی طرف آؤ اور خُم مَے سے الگ ہو کر خدا کی طرف دھیان کرو اور تم میں سوچنے والے جوان ہی کہاں ہیں۔کیا تم دشمنوں کو کوستے ہو اور تمہیں جو کچھ پہنچا ہے اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے پہنچا ہے‘‘۔(ایضاً صفحہ 295)

پھر آپ نے عوام کو بھی مخاطب کر کے فرمایا، جو آج کل ہڑتالیں کر رہے ہیں کہ:

’’ سو تم اگر نیکوکار ہوتے تو بادشاہ بھی تمہارے لئے صالح بنائے جاتے‘‘(تم نیک ہوتے تو بادشاہ بھی نیک ہوتے)۔’’ اس لئے کہ متقیوں کے لئے خدا تعالیٰ کی ایسی ہی سنت ہے۔اور مسلمان بادشاہوں کی مدح سرائی سے باز آؤ اور اگر اُن کے خیرخواہ ہو تو اُن کے لئے استغفار پڑھو.....‘‘۔

فرمایا’’......خدا نے انہیں تمہارے حق میں ساز و سامان اور تمہیں ان کے آلات بنایا ہے۔سو اگر مخلص ہو تو تقویٰ اور نیکی پر ایک دوسرے کے مددگار بن جاؤ۔اور انہیں ان کی بدکرداریوں پر آگاہ کرو اور لغویات پر انہیں اطلاع دو اگر تم منافق نہیں۔واللہ وہ اپنی رعیت کے حقوق ادا نہیں کرتے.....‘‘۔(فرمایا کہ سمجھانا بالکل ٹھیک ہے، ضروری ہے۔جائز ہے کہ بادشاہ کے سامنے حق بات کہنی چاہئے۔)

فرماتے ہیں کہ’’......قسم بخدا ان کے دل پہاڑوں کے پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہیں............وہ کبھی خدا کے حضور گڑگڑاتے نہیں۔ان فعلوں اور عملوں سے ثابت ہو گیا کہ انہوں نے خدا کو ناراض کر کے گمراہی کے طریق اختیار کئے ہیں اور خود قاتل زہر کھا کر رعیت کو بھی اس میں شامل کر لیا ہے سو ان کے لئے وبال سے دوحصے ہیں.....‘‘۔

فرمایا’’......سوائے متکلمو! تم میں کوئی ایسا ہے جو انہیں ان عادات کے نتیجوں پر آگاہ کرے۔اس لئے کہ ان لوگوں نے ناپاک خواہشوں کے پیچھے اپنا دین کھو دیا ہے اور تمام احوال میں اَحْوَل بن گئے ہیں‘‘ (یعنی ان کی نظریں ٹیڑھی ہو گئی ہیں۔بھینگے ہو گئے ہیں) فرمایا’’ بلکہ میرے نزدیک تو وہ بالکل اندھے ہیں۔مَیں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ تم ان کی اطاعت کو چھوڑ کر ان سے جنگ و جدال کرو‘‘۔(بڑا واضح فرمایا۔مَیں یہ نہیں

کہتا کہ تم ان کی اطاعت کو چھوڑ کر ان سے جنگ وجدال کرو۔ کلمہ حق کہو۔ جنگ کے لئے اجازت نہیں ہے۔ اور پھر دعا ہے۔ دعا کی طرف پہلے توجہ دلائی۔ استغفار کی طرف توجہ دلائی) ''مَیں یہ نہیں کہتا کہ تم ان کی اطاعت کو چھوڑ کر ان سے جنگ وجدال کرو۔ بلکہ خدا سے ان کی بہتری مانگو تا کہ وہ باز آ جائیں۔ اور یہ تو ان سے امید نہ رکھو کہ وہ اصلاح کرسکیں گے ان باتوں کی جنہیں دجال کے ہاتھوں نے بگاڑ دیا ہے یا وہ اس قدر تباہی اور پریشانی کے بعد ملّت کی حالت کو درست کرلیں گے۔ اور تم جانتے ہو کہ ہر میدان کے لئے خاص خاص مرد ہوا کرتے ہیں اور کیا ممکن ہے کہ مُردہ دوسروں کو زندہ کر سکے یا گمراہ دوسروں کو ہدایت دے۔ ....تو پھر ان سے کیا اُمید رکھ سکتے ہو۔ ہمیں تو امید نہیں کہ وہ سنور جائیں جب تک انہیں موت ہی آ کر بیدار نہ کرے۔ ہاں وعظ و پند کرنے کا ہمیں حکم ہے......''۔ (نصیحت کرنے کا حکم ہے وہ کرتے چلے جارہے ہیں)۔

فرمایا'' ......ان میں فراست کی قوت اور اصولِ مُلک داری کا علم نہیں۔ انہوں نے چاہا کہ اپنے عیسائی پڑوسیوں کی مکاریوں کو سیکھیں لیکن باریک فریبوں اور بچاؤ کی تدبیروں میں ان تک پہنچ نہ سکے۔ سو وہ اس مرغ کی مانند ہیں جس نے پرواز میں کرگس بننا چاہا......''۔

فرمایا کہ'' ......عیسائیوں کے مقابل جو کچھ انہیں تقوی اللہ کے متعلق تعلیم ملی تھی اس سے تو منہ پھیر لیا اور اپنے مخالفوں کی طرح وہ چالاکیاں اور داؤ بھی پورے نہ سیکھے اور مسلمان بادشاہوں کی نسبت خدا تعالیٰ وعدہ کرچکا ہے کہ جب تک متقی نہ بنیں گے ان کی کبھی مدد نہ کرے گا اور اس نے ایسا ہی چاہا ہے کہ نصاریٰ کو ان کے مکر میں کامیاب کردے جبکہ مومنوں نے اُسے ناراض کیا ہے......''۔

فرمایا'' ......کیا تم خیال کرتے ہو کہ وہ اسلام کی حدوں کو کفار سے بچاسکیں گے؟ ....کیا تم گمان کرتے ہو کہ وہ اسلام کی پناہ میں ہیں۔ سبحان اللہ بڑی بھاری غلطی ہے بلکہ وہ تو بدعتوں سے دین خیر الانام کی بیخ کنی کرتے ہیں۔ تمہارا اختیار ہے کہ تم ان کی نسبت نیک گمان کرو اور بدکرداریوں سے اُن کی بریت ثابت کرو۔ لیکن کن علامتوں سے تم ایسا دعویٰ کرو گے۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ وہ حرمین شریفین کے خادم اور محافظ ہیں۔ ایسا نہیں بلکہ حرم انہیں بچارہا ہے اس لئے کہ وہ اسلام اور رسول خدا کی محبت کے مدعی ہیں''۔ (دعویٰ تو اُن کا ہے کہ ہم اسلام سے محبت کرنے والے ہیں یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے ہیں، اس لئے وہ حرمین شریفین کی حفاظت نہیں کررہے بلکہ وہ اُن کو بچارہا ہے) ''اور اگر وہ سچی توبہ نہ کریں تو سزا سر پر کھڑی ہے۔ سو تم میں کوئی ہے جو انہیں بُرے دنوں سے ڈرائے۔ تم دیکھتے نہیں کہ اسلام بیدادگر زمانہ کے ہاتھوں سے چُور ہوگیا ہے اور موسلا دھار مینہ کی طرح فتنے اس پر برس رہے ہیں۔ اور دشمنوں کی فوجیں شکاری کی طرح اس کے پھانسنے کو آمادہ ہیں۔ اور اب ایسی کوئی بات نہیں جو دِلوں کو خوش کرے اور دُکھوں کو دور کرے۔ اور مسلمان جنگل کے پیاسے یا اُس مریض کی طرح ہیں جو سانس توڑ رہا ہو......''۔

فرمایا'' ......بعض لوگ تو مسلمانوں پر ہنسی اُڑاتے گزر جاتے ہیں اور بعض روتے ہوئے ان کی طرف دیکھتے ہیں۔ اور تم دیکھتے ہو کہ دل سخت ہوگئے ہیں اور گناہ بڑھ گئے ہیں۔ اور سینے تنگ ہوگئے اور عقلیں تیرہ و تار ہوگئیں اور غفلت اور سُستی اور عصیان کی ترقی اور جہالت اور گمراہی اور فساد کا غلبہ ہوگیا ہے اور تقویٰ کا نام ونشان نہیں رہا۔ اور دِلوں میں وہ نور جس سے ایمان کو قوت ہو نہیں رہا اور آنکھیں اور زبانیں اور کان پلید ہوگئے ہیں اور اعتقاد بگڑ گئے اور سمجھیں چھینی گئیں اور نادانیاں ظاہر ہوگئی ہیں اور عبادت میں نمود اور زہد میں خود بینی داخل ہوگئی ہے۔ ....سعادت کے نشان مٹ گئے ہیں اور محبت اور اتفاق جاتا رہا اور بغض اور پھوٹ پیدا ہوگئی ہے اور کوئی گناہ اور جہالت نہیں جو مسلمانوں میں نہیں اور کوئی ظلم اور گمراہی نہیں جو ان کی عورتوں اور مردوں اور بچوں میں نہیں۔ خصوصاً ان کے امیروں نے راہ حق کو چھوڑ دیا ہے......''۔

اور جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا سب کچھ چھوڑنے کے باوجود علماء نے ان کو اس طرح بگاڑ دیا ہے کہ عوام بھی احمدیت کی مخالفت میں آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ گزشتہ دنوں مَیں ایک مشنری کی رپورٹ میں دیکھ رہا تھا، اُن کا ایک عیسائی دوست ہے جو اُن کے پاس ہندوستان میں اپنے کسی مسلمان واقف کار کے ہاں آیا۔ اس کو پتہ تھا کہ وہ مسلمان شراب پیتا ہے۔ تو کہتا ہے مَیں نے جان کر اسے سنانے کے لئے کہا، باتوں باتوں میں اسے بتایا کہ بعض احمدی بھی میرے دوست ہیں۔ اور وہ مسلمان اس وقت اُس کے سامنے بیٹھا شراب پی رہا تھا ۔ وہ کہتا ہے احمدی تو مسلمان ہی نہیں ہیں۔ تم کیا باتیں کررہے ہو۔ کہتا ہے مَیں نے اسے کہا کہ قرآنِ کریم میں شراب کی حرمت ہے، احمدی شراب نہیں پیتے، اس کے باوجود وہ مسلمان نہیں۔ احمدی نمازیں پڑھتے ہیں۔ اس کے باوجود تمہارے مطابق وہ مسلمان نہیں۔ وہ کہتا ہے احمدی (جن کو مَیں نے دیکھا ہے) قرآنِ کریم کی تعلیم پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن تم کہتے ہو کہ وہ مسلمان نہیں اور تم باوجود اس کے کہ ابھی میرے سامنے شراب پی رہے ہو اور قرآنِ کریم کی تعلیم کی خلاف ورزی کر رہے ہو، تم مسلمان ہو۔ تو کہتا ہے پہلے سنتا رہا اور بولا کچھ نہیں۔ خاموش ہوگیا لیکن شراب کا گلاس بھی ہاتھ میں ہی تھا۔ تو پھر مَیں نے اس کو کہا (یہ عیسائی تھا) کہ پریشان نہ ہو یہ تو ایسے ہی بات سے بات نکل آئی تھی مَیں نے کر دی۔ تم یہ شراب پی رہے ہو بیشک پیتے رہو۔ اس نے بغیر کسی انتظار کے فوراً دوبارہ پینی شروع کردی۔ تو یہ مسلمانوں کی حالت ہے۔ لیکن احمدی (ان کے نزدیک) مسلمان نہیں۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ'' ......نشان ظاہر ہوئے پر انہوں نے قبول نہ کیا۔ سو خدا کا غضب اُترا۔ اور جب انہوں نے عذاب دیکھا کہنے لگے کہ تیرے وجود کو ہم نجس سمجھتے ہیں'' (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود کو گندہ سمجھتے ہیں) ''اور یہ طاعون تیرے جھوٹ کی وجہ سے پھیلی ہے''۔ (خدا تعالیٰ کے جو عذاب آ رہے ہیں نعوذ باللہ۔ یہ اس لئے آ رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نعوذ باللہ جھوٹا دعویٰ کیا ہے۔ آج بھی یہی اُن کا حال ہے) اور پھر فرماتے ہیں'' کہا گیا تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے......''۔ (نعوذ باللہ)

فرمایا کہ'' ......خدا نے کوئی رسول نہیں بھیجا جس کے ساتھ آسمان اور زمین سے عذاب نہ بھیجا گیا ہو اس لئے کہ وہ باز آئیں......''۔ پس یہ عذاب اور آفتیں جو ہیں یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائیدات میں ہیں۔ (ایضًا صفحہ 295 تا 304)

پھر فرماتے ہیں:'' ...... مجھے بتاؤ کہ تمہارے بادشاہوں سے کس بادشاہ نے اس طوفان کے وقت کشتی بنائی بلکہ وہ خود بھی ڈوبنے والوں کے ساتھ ڈوب گئے اور زمانہ کی قینچی نے ان کے ناخن قلم کر ڈالے اور ان کے منہ کو گرد وغبار نے ڈھانک لیا اور زمانہ نے اُن کا پانی خشک کردیا اور اقبال ان سے الگ ہوگیا''۔ (اُن کی شان جو تھی وہ ختم ہوگئی) ''اور انہوں نے حیلے تو کئے پر اُن سے کچھ نفع نہ پایا اور ایسے فتنے آشکار ہوئے کہ وہ اپنی کمیٹیوں اور پارلیمنٹوں کے ذریعہ اور دشمنوں کی سرحدوں پر فوجوں کی چھاؤنی ڈال دینے کے وسیلہ ان کی اصلاح نہ کرسکے۔ بسا اوقات انہوں نے ہتھیار سجائے اور بڑے بڑے لشکر بھیجے مگر نتیجہ سوائے شکست اور بڑی ذلت کے کچھ نہ ہوا......''۔ (ایضًا صفحہ 305)

فرماتے ہیں'' ......اب بتاؤ اے طبیبو! تمہارے نزدیک علاج کا کیا طریق ہے؟ کیا تمہاری رائے میں یہ امراء اس بلا کو دفع کر سکتے ہیں؟ اور کیا تم امید کرتے ہو کہ یہ بادشاہ ان کانٹوں سے دین کے باغ کو پاک کرسکیں گے؟ یا تم خیال کرتے ہو کہ یہ بیماریاں اسلامی سلطنتوں اور ان کی معلوم کوشش سے اچھی ہو جائیں گی؟ نہیں نہیں یہ بات اس سے زیادہ دشوار ہے کہ تم تھوہر سے تازہ کھجوروں کی امید رکھو''۔ (تھوہر کے پودے سے تازہ کھجور کی امید رکھو)۔ ''اور ان سے کیا توقع کی جائے اور وہ تو بڑے پتھروں کے نیچے دبے ہوئے ہیں اور وہ کیونکر سر اٹھائیں اور وہ ہزاروں غموں کے نیچے آئے ہوئے ہیں۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان آفتوں کا دفع کرنا بادشاہوں اور امیروں کا مقدور نہیں۔ کیا کبھی اندھا اندھے کو راہ بتا سکتا ہے۔ اے دانشمندو!۔

علاوہ بریں اگرچہ یہ بادشاہ مسلمان یا مخلص ہمدرد بھی ہوں لیکن پھر بھی ان کے نفوس پاک کاملوں کے نفوس کی مانند نہیں ہیں اور مقدسوں کی طرح انہیں نور اور جذب نہیں دیا جاتا۔ اس لئے کہ نور آسمان سے اسی دل پر اترتا ہے جو فنا کی آگ سے جلایا جاتا ہے۔ پھر اُسے سچی محبت دی جاتی ہے اور رضا کے چشمہ سے اُسے غسل دیا جاتا اور بینائی اور سچائی اور صفائی کا سرمہ اس کی آنکھوں میں لگایا جاتا ہے۔ پھر اسے برگزیدگی کے لباس پہنائے جاتے ہیں اور پھر اسے بقا کا مقام بخشا جاتا ہے۔ اور جو آپ ہی اندھیرے میں بیٹھا ہو وہ اندھیرے کو کیونکر دُور کرسکتا ہے۔ اور جو آپ ہی لذات کے تختوں پر سوتا ہو وہ کسی کو کیا جگا سکتا ہے۔ اور حق بات یہ ہے کہ اس زمانہ کے بادشاہوں کو روحانی امور سے کوئی مناسبت نہیں۔ خدا نے ان کی ساری توجہ جسمانی سیاستوں کی طرف پھیر دی ہے۔ اور کسی مصلحت سے انہیں اسلام کے پوست کی حمایت کے لئے مقرر کر رکھا ہے''۔ (یعنی ظاہری حمایت کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔) ''سیاسی اُمور ہی ان کے پیشِ نظر رہتے ہیں۔ ....اُن کا فرض اس سے زیادہ نہیں کہ اسلام کی سرحدوں کی نگہداشت کا اچھا انتظام کریں اور ظاہر ملک کی خبرگیری کرکے دشمنوں کے پنجوں سے اسے بچائیں۔ رہے لوگوں کے باطن اور ان کا پاک کرنا میل کچیل سے۔ اور بچانا لوگوں کو شیطان سے۔ اور ان کی نگہبانی کرنا آفتوں سے دعاؤں کے ساتھ اور عقد ہمت کے ساتھ۔ سو یہ معاملہ بادشاہوں کی طاقت اور ہمت سے باہر اور بالاتر ہے'' (روحانیت میں انہیں کوئی دخل نہیں) اور دانشمندوں پر یہ بات پوشیدہ نہیں۔ اور بادشاہوں کو مُلک کی باگ اس لئے سپرد کی جاتی ہے کہ وہ اسلامی صورتوں کو شیاطین کی دستبرد سے بچائیں۔ اس لئے نہیں کہ وہ نفوس کو پاک صاف کریں اور آنکھوں کو نورانی بنائیں''۔ (ایضًا صفحہ 307 تا 309)

پھر علماء کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ان کی اکثریت اسلام کے لئے بیماری کا حکم رکھتی ہے نہ کہ علاج کا۔ یہ لوگوں کے مال طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے ہتھیاتے ہیں۔ کہتے ہیں پر کرتے نہیں''۔ (جو حکم دیتے ہیں وہ خود نہیں کرتے)

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ
1954 NASIR ناصر 2011
دنیائے طب کی خدمات کے 57 سال
ہمدردانہ مشورہ ★ کامیاب علاج
حکیم میاں محمد رفیع ناصر

دوا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرضِ اٹھراء کا علاج اور اولادِ نرینہ کیلئے
مطب ناصر دواخانہ
گولبازار ربوہ ۔ پاکستان
رابطہ برائے مشورہ (بروز اتوار)
+92-332-7051909, Fax: +92-47-6213966
3 بجے سے 4 بجے تک (لندن وقت کے مطابق)

’’نصیحت کرتے ہیں پر خود نصیحت نہیں پکڑتے‘‘۔ (خلاصہ ان کی باتوں کا یہ ہے) ’’ان کی زبانیں درشت، دل سخت اور اندھیروں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان کی آراء کمزور، ذہن کند، ہمتیں پست اور عمل برے ہیں۔ تھوڑے سے علم پر مغرور ہو جاتے ہیں اور جو اِن سے اختلاف کرے اس پر زبان طعن دراز کرتے اور مختلف حیلوں سے کفر کے فتوے لگاتے ہیں اور دکھ دیتے ہیں اور اس کا مال لوٹ لیتے ہیں......‘‘۔

فرمایا’’ ......بخل ان کی فطرت، حسد ان کا شیوہ، تحریفِ شریعت ان کا دین ہے......‘‘۔ (شریعت میں تحریف کرتے ہیں اور پھر نعوذ باللہ نام یہ کہ احمدیوں نے کیا ہے) ’’غضب کے وقت یہ بھیڑیئے ہیں۔ ......ان کی ناراضگی یا خوشی صرف اپنے نفس امارہ کی خاطر ہوتی ہے اور ان کا ذکر اور تسبیح محض دکھاوے کیلئے ہوتا ہے۔ اپنے آپ کو لوگوں کی گردنوں کا مالک سمجھتے ہیں‘‘۔ (کیسی حقیقت بیان کی ہے۔ اور آج کل تو پاکستان میں یہ بہت زیادہ اپنے آپ کو لوگوں کی گردنوں کا مالک سمجھنے لگ گئے ہیں) ’’جس کو چاہیں فرشتہ قرار دے دیں اور جسے چاہیں شیطان کا بھائی۔ ان میں حلم و بردباری کا نام ونشان نہیں بلکہ زبان درازی میں انہوں نے درندوں کو بھی مات دیدی ہے۔ وہ تمہارے پاس بھیڑوں کے لباس میں آتے ہیں حالانکہ وہ انواع واقسام کے بہتانوں سے حملہ کرنے والے خونخوار بھیڑئے ہیں۔ ان کے ہاتھ جھوٹے فتوے لکھتے ہیں اور ایک دو درہم ان کے ایمان کو تباہ کرنے کیلئے کافی ہیں۔ وہ لوگوں کو قبول حق سے روکتے ہیں اور شیطان کی طرح وسوسے ڈالتے ہیں۔ ان کا تکبر بہت بڑھ گیا ہے اور تدبر کم ہو گیا ہے۔ کوئی مفید بات کرنے کی قدرت نہیں رکھتے بلکہ شکوک وشبہات کو ہوا دیتے ہیں۔ جب خاموش ہوتے ہیں تو ان کی خاموشی فرائض کو ترک کرنے کیلئے ہوتی ہے اور جب کلام کرتے ہیں تو اس میں کوئی رعب اور تاثیر نہیں ہوتی۔ شریعت کے مشکل مسائل کے حل سے ان کو کوئی سروکار نہیں اور نہ ہی طریقت کی باریکیوں کی کوئی خبر ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا عقیدہ بڑا واضح ہے لیکن انہیں اسلام کی فتح سے کوئی غرض نہیں ہے......‘‘۔

فرمایا’’ ......خدا کی طرف سے ان کی قسمت میں صرف شور شرابا ہی ہے۔ قرآن کو پڑھتے ہیں لیکن صرف زبان سے۔ ان کے دلوں میں قرآن نے کبھی جھانکا ہی نہیں......‘‘۔

فرمایا’’ ......ان میں کسل اور غفلت بہت بڑھ گیا ہے اور ذہانت وفراست کم ہو گئی ہے۔ مشکل اور پیچیدہ مسائل حل کرنے کی قدرت نہیں رکھتے۔ تو انہیں جذبات نفس کی وجہ سے مدہوش اور نفس کا اسیر پائے گا......‘‘۔

فرمایا’’ ......خدائے رحمٰن کے حقوق کو بھلائے بیٹھے ہیں۔ اس حال میں کیسے ان سے کسی نصرتِ دین کی توقع کی جاسکتی ہے؟......‘‘

فرمایا’’ ......تعصب نے انہیں درندہ صفت بنا دیا ہے اور حق بات سننے سے روک دیا ہے۔ انکا دین حرص وہوا پرستی‘ کھانا پینا اور مال بٹورنا ہے۔ اسلام کی مصیبت زدہ حالت پر نہ غم کھاتے ہیں، نہ ہی روتے ہیں‘‘۔ (اگر روئیں گے بھی تو مگر مچھ کے آنسو ہیں) ’’اپنے بادشاہوں کو تو دیکھ کر ان پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے جبکہ خدائے ذوالجلال والاکرام سے کوئی خوف نہیں۔ نہ ہی انہیں ضلالت اور فتنوں کے پھیلنے اور آفات کے نازل ہونے سے کوئی خوف محسوس ہوتا ہے۔ ...... ان میں سے ایک فریق جہاد کے نام پر جاہل لوگوں کو تلواروں سے گردنیں مارنے پر ابھار رہا ہے۔ چنانچہ وہ ہر اجنبی اور راہ رَو کا خون کرتے پھرتے ہیں اور تقویٰ اختیار نہیں کرتے‘‘۔

تو یہ بعض حصے تھے اُن چند صفحات کے جو مَیں نے پیش کئے۔ سو سال سے زائد عرصہ پہلے یہ باتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی تھیں۔ مسلمانوں کی حالت کا جو نقشہ آپ نے کھینچا، آج بھی ہم اُسی طرح دیکھتے ہیں۔ آپ کے الفاظ اور آپ کا مشاہدہ جو ہے وہ آج بھی ان کے عمل کی گواہی دے رہا ہے کہ ایسے ہی عمل ہیں اور یہی آپ کے الفاظ کی صداقت پر گواہی ہے۔ ان کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ کو بتایا وہ آپ نے بیان فرمایا۔ حالات کا جو حل آپ نے پیش فرمایا ہے وہ بھی اسی کتاب میں ہے۔

اس کے بعد کچھ فرقوں کا ذکر فرما رہے ہیں۔ کچھ مختلف لوگوں کا بھی ذکر فرما رہے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ: ’’ان تمام فرقوں کو چھوڑ دو اور تلاش کرو کہ کہیں اللہ نے اپنی طرف سے کوئی علاج نہ نازل کیا ہو‘‘۔ (اللہ تعالیٰ نے کہیں اپنی طرف سے کوئی علاج تو نہیں نازل کیا) ’’یاد رکھو کہ ان فتنوں کا علاج آسمان میں ہے نہ کہ لوگوں کے ہاتھوں میں۔ قرآن کریم میں پرانے لوگوں کے قصے پڑھ کے دیکھ لو کہ ان کے بارہ میں خدا تعالیٰ کی کیا سنت تھی۔ پھر بعد میں آنے والوں کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کی سنت کیونکر تبدیل ہو سکتی ہے؟‘‘

فرمایا’’ کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ وقت امام کے ظہور کا نہیں ہے؟ ......جبکہ تم گمراہی اور جہالت اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ پھر اسلام پر حملے ہو رہے ہیں اور بلائیں جان ہی نہیں چھوڑ رہیں اور اس طوفانِ ضلالت میں تمہارے درمیان کوئی خادمِ دین نظر نہیں آتا۔ حالت یہ ہے کہ لوگ خدا کی نصیحت اور قرآن کی ہدایت بھول چکے ہیں اور جو کچھ حدیثوں میں آیا ہے اسے بھی ردّ کر چکے ہیں۔ کئی گمراہ کن عقائد میں عیسائیوں کے ہم زبان بن چکے ہیں۔ انہیں اپنے کھانے پینے اور عیش وعشرت کی زندگی کے علاوہ کسی چیز کی فکر نہیں۔ کیا ان لوگوں سے دین کی اصلاح کی توقع کی جاسکتی ہے؟‘‘

فرمایا’’ کہتے ہیں کہ صرف عیسیٰؑ ہی مسِ شیطان سے پاک ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھول گیا ہے کہ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطَان۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معصوم اور مسِّ شیطان سے پاک نہ تھے؟ پس آج حیاتِ عیسیٰؑ کے عقیدہ سے بڑا گناہ کوئی نہیں ہے۔ اس عقیدہ کے ذریعہ تم عیسائیوں کی تائید کر رہے ہو‘‘۔

فرمایا: ’’تم خود زمانے کی حالت پر غور کرو۔ امت اتنے فرقوں میں بٹ گئی ہے کہ بجز خدائے رحمٰن کی عنایت کے ان کا اکٹھا ہونا محال ہے۔ کیونکہ ہر ایک دوسرے کو کافر قرار دے رہا ہے اور اب زبانی بحثوں سے بات جنگ وجدال اور قتال تک جا پہنچی ہے۔ ایسی حالت میں کیا تم سمجھتے ہو کہ اختلافات کے اتنے بڑے پہاڑوں کو درمیان سے ہٹا کر تم آپس میں صلح کر کے یکجان ہو کر اسلام کے مخالفین کے سامنے میدان میں آسکتے ہو؟ ہرگز نہیں‘‘۔

حالت تو یہ ہے کہ پاکستان میں ایک شہر میں ختمِ نبوت والوں کا جلسہ ہو رہا تھا اور تمام قسم کے شیعہ، سُنی، بریلوی، دیوبندی وغیرہ سب اکٹھے تھے۔ اور تھوڑے عرصے کے بعد جس دن جلسہ تھا اس سے دو دن پہلے اُن میں پھوٹ پڑ گئی۔ اور پھر تین مختلف جگہوں پر جلسوں کا انتظام ہوا۔ ایک جگہ پر جہاں ایک تنظیم نے جلسے کا انتظام کرنا تھا، وہاں سے پولیس نے اُن کو اٹھایا اور دوسری جگہ لے کے گئے۔ ختم نبوت ان کے نزدیک ایک ایسا ایشو ہے جس پر یہ احمدیوں کے خلاف ایک جان ہو چکے ہیں، اکٹھے ہو چکے ہیں، اس ایشو پر بھی اکٹھے ہو کر جلسہ نہیں کر سکے اور تین مختلف جلسے ایک ہی شہر میں ہو رہے تھے۔ تو یہ تو ان کا حال ہے۔

بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ’’تمہیں وہ کام کرنے کی طاقت ہی کیونکر حاصل ہو سکتی ہے جو دراصل خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ ان متفرق لوگوں کو صرف آسمانی صُور پھونک کر ہی زندہ فرمائے گا۔ اور حقیقی صُور اُن کے دل ہیں جن میں مسیح موعودؑ کے ذریعہ پھونکا جائے گا اور لوگ ایک کلمہ پر جمع ہو جائیں گے۔ یہی خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ جس امت کی اصلاح کا ارادہ کرتا ہے اسی میں سے ایک شخص کو مبعوث کر دیتا ہے‘‘۔

فرمایا’’ لیکن یہ حل علماء اور تمام قوم کو منظور نہیں ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے موسوی سلسلہ کو محمدی سلسلہ کے مشابہ قرار دیا ہے۔ جس طرح یہودی موسیٰ علیہ السلام پر ایمان کے بعد گمراہ ہو گئے تو ایک عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اسی طرح امت محمدیہ میں اسی قدر عرصہ گزرنے کے بعد مسیح موعود کو مبعوث فرمایا ہے۔ یہ تو خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا مقام ہے نہ کہ اُس کی اِس نعمت کے کفر کرنے کا۔ مسلمانوں کو تو چاہیئے تھا کہ اس خبر کو ایک پیاسے کی طرح قبول کرتے اور اسے خدا کی سب سے بڑی نعمت قرار دیتے لیکن وہ قرآن کو چھوڑ کر لوگوں کی باتوں کے پیچھے چل پڑے اور مسیح موعودؑ کا انکار کر بیٹھے جیسے یہود نے عیسیٰؑ کا انکار کر دیا تھا۔ یوں نافرمانی میں بھی دونوں امتیں مشابہ ہو گئیں‘‘۔

(ایضًا صفحہ 354-360)

اللہ کرے کہ مسلم اُمّہ کو اس حقیقت کی سمجھ آجائے کہ آپؑ ہی وہ وجود ہیں جس نے اس زمانے میں مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر جمع کرنے کے لئے آنا تھا اور آئے ہیں۔ مسلم ممالک کے جو حالات ہیں، دنیا میں مختلف ارضی وسماوی آفات ہیں، یہ مسلمانوں کو یہ باور کرانے والی ثابت ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں جس فرستادے کو بھیجنا تھا وہ آچکا ہے اور اسے قبول کریں اور مخالفینِ اسلام کی اسلام کو بدنام کرنے کی جو مذموم کوششیں ہیں اُن کا مقابلہ کرنے کے لئے اس جری اللہ کا ساتھ دے کر اس جہاد میں حصہ لیں جہاں دوسرے مذاہب کو اسلام نے شکست دینی ہے۔ امریکہ میں بھی اور یورپ میں بھی وقتاً فوقتاً مختلف لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیہودہ قسم کے الزامات لگاتے ہیں یا آپ کی ہتک اور توہین کے مرتکب ہو رہے ہیں یا قرآنِ کریم کی ہتک کے مرتکب ہو رہے ہیں، اِن کے خلاف اگر آج کوئی جہاد کرنے والا ہے تو یہی اللہ تعالیٰ کا پہلوان ہے جس کے ساتھ شامل ہو کر، جس کے ساتھ جُڑ کر ہم دنیا میں اسلام کی برتری ثابت کر سکتے ہیں۔ جس کے ساتھ جُڑ کر ہم قرآنِ کریم کی تعلیم کی تمام مذہبی کتب پر برتری ثابت کر سکتے ہیں۔ اسی کے ساتھ جُڑ کر ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کی حفاظت کرتے ہوئے آپ کے بلند مقام کی شان دنیا پر ظاہر کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کی توفیق عطا فرمائے۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

بقیہ حضرت مسیح موعودؑ کے کارنامے
از صفحہ2

دیا ہے۔آپ کے ظہور سے پہلے مسلمان بالکل ناامید ہو چکے تھے۔اور سمجھے بیٹھے تھے کہ اسلام دب گیا آپ نے آ کر بہ زور اعلان کیا کہ اسلام کو میرے ذریعہ ترقی ہوگی۔ اور اسلام پہلے، دلائل کے ذریعہ سے دنیا پر غالب ہوگا۔اور آخر تبلیغ کے ذریعہ سے طاقتور قومیں اس میں شامل ہوکر اس کی سیاسی طاقت کو بڑھادیں گی۔ اس طرح آپ نے ٹوٹے ہوئے دلوں کو باندھا۔جُھکی ہوئی کمر کو سہارا دیا۔ بیٹھے ہوئے حوصلوں کو کھڑا کیا۔اور مُردہ امنگوں کو زندہ کیا۔اور اس میں کیا شک ہے کہ جب امید اور زبردست امید پیدا ہو جائے تو سب کچھ کرالیتی ہے۔ امید ہی سے قربانی وایثار پیدا ہوتے ہیں۔اور چونکہ مسلمانوں میں امید نہ تھی،قربانی بھی نہ رہی تھی۔احمدیوں میں امید ہے،اس لئے قربانی بھی ہے۔پھر قربانی مرنے مارنے کی قربانی نہیں بلکہ سامانِ بقا کو پورا کرنے والی قربانی۔جس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ہر ذرہ کو اس طرح ملایا جائے کہ اس سے ترقی کے سامان پیدا ہوں۔

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کا چودھواں کام

امن عامہ کا قیام

چودھواں کام حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کیا کہ آپ نے امن عامہ کو قائم کیا ہے۔

اس غرض کے لئے آپ نے چند تدبیریں کی ہیں جن پر عمل کرنے سے دنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے اور ہوگا۔

(1) دنیا میں سب سے بڑی وجہ فساد کی یہ ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے بزرگوں کو بُرا بھلا کہتے ہیں اور دوسرے مذاہب کی خوبیوں سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ حالانکہ عقلِ سلیم اسے تسلیم نہیں کر سکتی کہ خداتعالیٰ جو ربّ العالمین ہے وہ کسی ایک قوم کو ہدایت کے لئے چُن لے گا اور باقی سب کو چھوڑ دے گا۔مگر عقل سلیم خواہ کچھ کہے دنیا میں یہ خیال پھیلا ہوا تھا اور اس کی وجہ سے سخت فسادات پیدا ہو رہے تھے۔**حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس صداقت کو دنیا کے سامنے پیش کیا اور بڑے زور سے دعویٰ کیا کہ ہرقوم میں نبی گزرے ہیں۔**اور اس طرح ایک عظیم الشان وجہِ فساد کو بیخ وبُن سے اکھاڑ پھینکا۔اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ سے پہلے بھی بعض بزرگوں نے بعض قوموں کے بزرگوں کو یا بعض قوموں نے بعض غیرقومی بزرگوں کو خدارسیدہ تسلیم کیا ہوا تھا جیسے مثلاً ایک دہلوی بزرگ نے فرمایا کہ کرشن نبی تھے۔اسی طرح توریت میں ایوب علیہ السلام کو نبی کر کے پیش کیا گیا ہے۔حالانکہ وہ بنی اسرائیل میں سے نہ تھے۔مگر حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مسئلہ کو اور رنگ میں پیش کیا ہے۔**آپ کے دعویٰ سے پہلے مختلف اقوام کے ہدایت کے متعلق مختلف خیالات تھے۔**

(1) بعض کا خیال تھا کہ باقی سب لوگ جہنمی ہیں صرف ان کی قوم نجات یافتہ ہے۔ یہود اور زردشتی اس خیال کے تھے۔

(2) بعض کا خیال تھا کہ ان کے بانی کی آمد سے پہلے تو دنیا کی ہدایت کا دروازہ بند تھا مگر اس کے آنے کے بعد کھلا ہے۔ مسیحی لوگ اس خیال کے پابند ہیں۔ان کے نزدیک ہدایت عام حضرت مسیح ناصری کے ذریعہ سے ہوئی ہے۔

(3) بعض کا خیال تھا کہ ہدایت قومی تو ان کی قوم سے ہی مخصوص ہے لیکن خاص خاص افراد دوسری اقوام کے بھی نجات حاصل کر سکتے ہیں اگر وہ خاص زور لگائیں۔ سناتن دھرمی لوگوں کا یہی عقیدہ ہے۔ وہ اصل اور سچا مذہب تو اپنا تسلیم کرتے ہیں۔مگر ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی اور مذہب کا خداتعالیٰ کی محبت کو دل میں پیدا کر کے مجاہدہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر بھی رحم کرتا ہے گویا اسے ایک ایسا راستہ مل جاتا ہے جو گو سیدھا تو منزل مقصود تک نہیں پہنچتا لیکن چکر کھا کر پہنچ جاتا ہے۔

مسلمانوں کے خیالات بھی باوجود اس کے کہ قرآن کریم نے اس مسئلہ کو حل کر دیا تھا، غیر معیّن تھے۔ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ بنی اسرائیل کے نبیوں کے ذریعہ دنیا کی ہدایت ہوتی رہی ہے۔ حالانکہ بنی اسرائیل کے نبی صرف اپنی قوم کی طرف تھے۔ نیز وہ ایک طرف تو یہ تسلیم کرتے تھے کہ ہرقوم میں نبی آئے ہیں۔دوسری طرف بنی اسرائیل کے سوا باقی اقوام کو غیر کتابی سمجھتے تھے اور ان کے نبیوں کو جھوٹا قرار دیتے تھے۔

اس قسم کے خیالات کا نتیجہ یہ تھا کہ مختلف اقوام میں صلح ناممکن ہو رہی تھی۔اور ضِدّ میں آ کر سب لوگ کہنے لگ گئے تھے کہ صرف ہم ہی نجات پائیں گے، ہمارے سِوا اور کوئی نہیں نجات پاسکتا، ہمارا ہی مذہب اصل مذہب ہے۔گویا ہر قوم خداتعالیٰ کی اکلوتی بیٹی بننا اور اسی حیثیت میں رہنا چاہتی تھی۔اور دوسری قوموں سے اگر کسی رعایت کے لئے تیار تھی تو صرف اس قدر کہ تم بھی ہمارے مذہب میں داخل ہو کر کچھ حصہ خدا کے فضل کا پا سکتے ہو۔اور دوسری اقوام کی قدیم قومی روایات اور احساسات کو مٹا کر ایک نئی راہ پر لانا چاہتی تھی۔یعنی یہ امید رکھتی تھی کہ وہ اپنے بزرگوں کو جھوٹا اور فریبی قرار دیتے ہوئے اور اپنی ساری پرانی تاریخ کا ورق پھاڑتے ہوئے ان میں آ کر مل جائے اور نئے سرے سے ایک پنیری کی طرح جو نئی زمین میں لگائی جاتی ہے بڑھنا شروع کرے۔ چونکہ یہ ایک ایسی بات تھی جس کے کرنے کے لئے انسان بہت ہی کم تیار ہو سکتا ہے۔خصوصاً ایسا انسان جس کے آباء شاندار کام کر چکے ہوں اور علوم کے حامل رہ چکے ہوں۔ اس لئے قومی جنگ جاری تھی اور صلح کی کوئی صورت نہ نکلتی تھی۔

بعض لوگ دوسروں کے بزرگوں کو بھی تسلیم کر لیتے تھے لیکن ایک مُصلح یا مُعلّم کی صورت میں نہیں بلکہ ایک بزرگ یا پہلوان کی صورت میں جس نے اپنے زور سے ترقی کی۔اور وہ اسی کی ذات تک محدود رہی۔آگے اس کے ذریعہ سے دنیا پر ہدایت قائم نہیں ہوئی۔ اور اس کا نور دنیا میں پھیلا نہیں۔لوگوں نے اس کی دعاؤں سے یا اس کے معجزات وکرامات سے فائدہ اٹھایا لیکن وہ کوئی تعلیم اور اصلاحی سکیم لے کر نہیں آیا جیسے کہ ایوبؑ اور کرشنؑ کی نسبت یہود اور بعض مسلمانوں کا خیال تھا۔

حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے آ کر اس نقطہ نگاہ ہی کو بالکل بدل دیا۔آپ نے بعض کی شخصیت کو دیکھ کر بزرگ تسلیم نہیں کیا۔اور حضرت مظہر جان جاناں کی طرح یہ نہیں کہا کہ کرشن جھوٹا نہیں معلوم ہوتا وہ ضرور خدا کا بزرگ ہوگا۔ یا جیسے سناتنی کہتے ہیں کہ محمد (ﷺ) ایک بزرگ تھے مگر ہمارا ہی مذہب سچا ہے۔ بلکہ آپ نے اس مسئلہ پر اصولی طور پر نگاہ ڈالی۔

(1) آپ نے سورج اور اس کی شعاعوں پانیوں اور ان کے اثرات، ہوا اور اس کی تاثیرات کو دیکھا اور کہا جس خدا نے سب انسانوں کو ان چیزوں میں مشترک کیا ہے وہ ہدایت میں فرق نہیں کر سکتا۔ اور اصولاً سب قوموں میں انبیاء کا ہونا لازمی قرار دیا۔ پس آپ نے مثلاً حضرت کرشن کو اس لئے نبی تسلیم نہ کیا کہ وہ ایک بزرگ ہستی تھے جنہوں نے ایک تاریکی میں پڑے ہوئے ملک میں سے استثنائی طور پر انفرادی جدوجہد کے ساتھ خدا کا قرب حاصل کر لیا، بلکہ اس لئے کہ آپ نے خداتعالیٰ کی صفات پر غور کر کے یہ نتیجہ نکالا کہ ایسا خدا ممکن نہ تھا کہ ہندو قوم کو بُھلا دے اور اس کی ہدایت کا کوئی سامان نہ کرے۔

(2) دوسرے آپ نے انسان کی فطرت اور اس کی قوتوں کو دیکھا اور بے اختیار ہو کر بول اٹھے کہ یہ جوہر ضائع ہونے والا نہیں، خدا نے اسے ضرور قبول کیا ہوگا اور اس کو روشن کرنے کے اسباب پیدا کئے ہوں گے۔

غرض آپ کا نقطہ نگاہ بالکل جُداگانہ تھا اور آپ کا فیصلہ چند شاندار ہستیوں سے مرعوب ہونے کا نتیجہ نہ تھا بلکہ خداتعالیٰ کی عظمت اور انسانی قابلیت اور پاکیزگی کی بنا پر تھا۔

اب صلح کا رستہ کھل گیا۔کوئی ہندو یہ نہیں کہہ سکتا کہ اگر مَیں اسلام قبول کروں تو مجھے اپنے بزرگوں کو بُرا سمجھنا پڑے گا۔ کیونکہ اسلام ان کو بھی بزرگ قرار دیتا ہے۔اور اسلام قبول کرنے میں وہ انہی کی تقلید کرے گا۔ یہی حال زردشتیوں، کنفیوشس کے تابعین اور یہودیوں اور مسیحیوں کا ہوگا۔ پس ہر مذہب کا انسان اپنے آبائی فخر کو سلامت رکھتے ہوئے اسلام میں داخل ہوسکتا ہے اور اگر داخل نہ ہو تو صلح میں ضرور شامل ہوسکتا ہے۔

اس اصل کے ذریعہ سے آپ نے بندہ کی خداتعالیٰ سے بھی صلح کرادی۔ کیونکہ پہلے مختلف اقوام کے لوگوں کے دل اس حیرت میں تھے کہ یہ کس طرح ہوا کہ خداتعالیٰ میرا خدا نہیں ہے اور اس نے مجھے چھوڑ دیا۔اور اللہ تعالیٰ کی نسبت ان جذبات محبت کو پیدا نہیں کر سکتے تھے۔جو ان کے دل میں پیدا ہونے چاہئیں تھے۔مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زنگ کو بھی دور کرادیا۔اور جہاں اپنی تعلیم کے ذریعہ سے بنی نوع انسان کے درمیان صلح کا راستہ کھولا، وہاں خدا اور بندہ کے درمیان صلح کا بھی راستہ کھولا۔

(2) دوسرا ذریعہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے امن عامہ کے قیام کے لئے یہ اختیار کیا کہ آپ نے تجویز پیش کی کہ ہر مذہب کے لوگ اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں۔دوسرے مذاہب پر اعتراض نہ کریں۔ کیونکہ دوسرے مذاہب کے عیب بیان کرنے سے اپنے مذہب کی سچائی ثابت نہیں ہوتی بلکہ دوسرے مذہب کے لوگوں میں بغض وکینہ پیدا ہوتا ہے۔

(3) تیسرا اصل امن عامہ کے قیام کے لئے آپ نے یہ تجویز کیا کہ ملک کی ترقی فساد اور بغاوت کے ذریعہ سے نہ چاہی جائے، بلکہ امن اور صلح کے ساتھ گورنمنٹ سے تعاون کر کے اس کے لئے کوشش کی جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت جب کہ عدم تعاون کا زور ہے لوگ اس اصل کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ تعاون سے جس سہولت سے حقوق مل سکتے ہیں عدم تعاون سے نہیں مل سکتے۔مگر تعاون سے مراد خوشامد نہیں۔ خوشامد اور شے ہے اور تعاون اور شے ہے۔ جسے ہر شخص جو غور وفکر کا مادہ رکھتا ہو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ خوشامد اور عہدوں کی لالچ ملک کو تباہ کرتی ہے اور غلامی کو دائمی بناتی ہے مگر تعاون آزادی کی طرف لے جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کا پندرھواں کام

معاد کے متعلق خیالات کی اصلاح

پندرھواں کام حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کیا ہے کہ جزا اور سزا اور باقی اُمورِ معاد کے متعلق ایک ایسی صحیح تحقیق پیش کی ہے کہ جس سے بڑھ کر اور عقل کو تسلی دینے والی تحقیق ذہن میں نہیں آسکتی۔آپ سے پہلے تمام مذاہب میں جزاوسزا اور معاد کے متعلق عجیب قسم کے خیالات پھیلے تھے۔جن کی وجہ سے دنیا میں عقیدہ سے ہی متنفر ہو رہی تھی اور معاد کو وہم قرار دے رہی تھی۔مختلف مذاہب کے لوگ یہ عقیدہ رکھتے تھے۔

(1) بعض لوگوں کا یہ خیال تھا کہ نجات عدم احساس کا نام ہے۔جیسے بدھوں کا خیال تھا۔

(2) بعض کا خیال تھا کہ نجات خدا میں فنا ہو جانے کا نام ہے۔سناتنی ہندو اسی عقیدہ کے ہیں۔

(3) بعض کا خیال تھا کہ نجات مادہ سے روح کے تعلق کے کامل طور پر آزاد ہو جانے کا نام ہے۔جینیوں کا یہی خیال تھا۔

(4) بعض کا خیال تھا۔نجات عارضی اور وقتی ہے۔ جیسے آریہ۔

(5) بعض کا خیال تھا کہ جزاوسزا صرف روحانی ہیں۔جیسے سپر چولسٹ۔

(6) بعض کا خیال تھا کہ جزاوسزا خالص جسمانی ہیں جیسے یہود اور مسلمان۔

(7) بعض کا خیال تھا کہ دوزخ جسمانی اور جنت روحانی ہے جیسے مسیحی۔

(8) بعض کا خیال تھا۔ دوزخ کی سزائیں جنت کی نعماء کی طرح ہمیشہ کے لئے ہیں۔

مگر یہ سب امر نہایت ہی قابل اعتراض اور شک وشُبہ پیدا کرنے والے تھے۔اگر عدمِ احساس نجات ہے تو خدا نے انسان کو پیدا ہی کیوں کیا؟ پیدا تو اس چیز کے لئے کیا جاتا ہے جو آئندہ حاصل ہونے والی ہو۔عدم احساس تو پیدائش سے پہلے موجود تھا۔ پھر کرنے کی کیا غرض تھی؟ اسی طرح نجات اگر خدا میں فنا ہو جانے کا نام ہے تو یہ انعام کیا ہوا۔فنا خواہ الگ ہو خواہ خدا میں، ایک کامل الاحساس ہستی کے لئے انعام نہیں کہلاسکتی۔ اگر مادہ سے نجات کا نام نجات ہے تو ارواح پہلے ہی مادہ میں کیوں ڈالی گئیں۔ اس نئے دور کے اجراء کی غرض کیا تھی۔ اسی طرح یہ بھی غلط ہے کہ جزاوسزا صرف روحانی ہیں۔ کیونکہ انسان کی ایک خاصیت یہ ہے کہ وہ باہر کے اثرات کو جذب کرنا چاہتا ہے اور انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ باہر سے بھی لذت حاصل کرے اور اندر سے بھی۔ اسی طرح وہ جو کہتے ہیں کہ جزا وسزا صرف جسمانی ہیں وہ بھی غلط کہتے ہیں۔کیا یہ ہوسکتا ہے کہ انسان کو ابدی زندگی اس لئے دی جائے گی کہ وہ کھائے اور پیئے اور ایک بے مقصد زندگی بسر کرے۔

حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سب خیالات کی تردید کی ہے اور مندرجہ ذیل حقیقت پیش کی ہے۔

آپ فرماتے ہیں کہ انسان کا مقصد نجات نہیں بلکہ فلاح ہے۔ نجات کے معنی تو بچ جانے کے ہیں اور بچ جانا عدم پر دلالت کرتا ہے۔اور عدم مقصد نہیں ہوسکتا۔ پس انسان کا مقصد فلاح ہے اور فلاح کچھ کھونے کا نام نہیں بلکہ کچھ حاصل کرنے کا نام ہے۔اور جب حاصل کرنے کا نام فلاح ہے تو ضروری ہے کہ اگلے جہان میں احساس اور زیادہ تیز ہوں تا کہ زیادہ حاصل کرسکیں۔ یہی وجہ ہے کہ مرنے کے بعد کی زندگی کے متعلق قرآن کریم میں آیا ہے۔

وَيَحۡمِلُ عَرۡشَ رَبِّكَ فَوۡقَهُمۡ يَوۡمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ۔ (الحآقّة: 18)

کہ اس دنیا میں تو چار بنیادی صفات کا ظہور انسان کے لئے ہوتا ہے۔ اگلے جہان میں عرش آٹھ بنیادی صفات کا ظہور ہوگا۔یعنی اس دنیا کی نسبت اگلے جہان کی تجلیات بہت بڑھ کر ہوں گی۔

پھر آپ نے ثابت کیا کہ نجات یا فلاح دائمی ہیں اور بتایا کہ عمل کا بدلہ کام کرنے والے کی نیت اور جزا دینے والے کی طاقت پر ہوتا ہے۔ان دونوں باتوں کو مدنظر رکھ کر اور انسان کی

فطرت پر نظر کرتے ہوئے جو فنا سے بھاگتی اور ہمیشہ کی زندگی حاصل کرنا چاہتی ہے، فلاح کی ہمیشگی ثابت ہے۔

اسی طرح آپ نے یہ بھی بتایا کہ جزا وسزا نہ صرف روحانی ہیں اور نہ صرف جسمانی۔ اور نہ یہ ہے کہ ان میں سے ایک جسمانی ہو اور دوسری روحانی۔ کیونکہ اعمال نیک وبد کا مرکز ایک ہی ہوتا ہے۔ اس جزا وسزا کا طریق بھی ایک ہی ہونا چاہئے۔ ہاں چونکہ کامل احساس اندرونی و بیرونی جذبات کے ملنے سے ہوتا ہے اس لئے جزا وسزا اندرونی اور بیرونی دونوں قسم کی حِسّوں پر مشتمل ہوں گی اور چونکہ وہ عالَم زیادہ تیز احساسات کی جگہ ہوگا، اس لئے وہاں کی جزا وسزا کے مطابق اور ضروریات کے لحاظ سے ایک نیا جسم انسان کو ملے گا۔ وہاں بے شک یہ جسم نہ ہوگا۔ مگر ہوگا ضرور۔ یعنی نیا جسم دیا جائے گا جو یہاں کے لحاظ سے روحانی ہوگا۔ یہاں کی عبادتیں وہاں مختلف اشیاء کی شکل میں نظر آئیں گی۔ ان کی ظاہری شکل تو ہوگی مگر باوجود اس کے وہ اس دنیا کے مادہ سے نہ بنی ہوئی ہوں گی۔ گویا وہاں پھل اور دودھ اور شہد اور مکانات تو ہوں گے مگر اس دنیا کی قسم کے نہیں بلکہ ایک لطیف مادہ کے جنہیں لطافت کے سبب سے اس دنیا کے مقابلہ میں روحانی جسم والا کہا جاسکتا ہے۔

لیکن سزا وجزا کے متعلق آپ نے ایک فرق بیان فرمایا اور وہ یہ کہ دوزخ کی سزا تو ابدی نہیں ہوگی۔ کیونکہ انسانی فطرت نیک ہے، اس لئے ضروری ہے کہ اسے نیکی کی طرف لے جایا جائے۔ دوسرے انسان خدا کے قرب کے حصول کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اگر وہ دوزخ میں پڑا رہے تو قرب کہاں حاصل کرسکتا ہے۔ پھر خدا تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے۔ اگر دوزخ کی سزا ہمیشہ کے لئے ہو تو رحمت کس طرح وسیع ہوگی۔ اس صورت میں تو اس کا غضب بھی ویسا ہی وسیع ہوا جیسے کہ اس کی رحمت۔ پھر اگر ہمیشہ کے لئے دوزخ ہو تو انسان جو نیکیاں دنیا میں کرتا ہے، ان کا بدلہ ضائع ہو جائے گا حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے، کسی کی نیکی ضائع نہیں کی جائے گی۔ پس عذاب دائمی نہیں ہوگا، فلاح دائمی ہوگی۔

غرض آپ نے دوزخ کے عذاب کے محدود ہونے کو علمی طور پر کھول کر گویا کائنات عالَم کی حقیقت کو کھول دیا ہے۔ ایک طرف انسانی فطرت کی کمزوری کو دیکھ کر جب ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ بچہ پیدا ہوتا ہے تو تربیت کرنے والوں کی تربیت کا اس پر اثر پڑتا ہے۔ کھانے پینے کا اس پر اثر پڑتا ہے۔ اردگرد کے حالات کا اثر پڑتا ہے۔ اور کاموں میں پھنسے ہونے کی وجہ سے عبادت کے لئے قلیل وقت ملتا ہے۔ دوسری طرف باوجود ان مجبوریوں کے عام طور پر انسان کی قربِ الٰہی کے لئے جدوجہد کو دیکھ کر جس میں ہر مذہب وملت کے لوگ مشغول ہیں۔ تیسری طرف یہ دیکھ کر کہ بنی نوع انسان تک خدا کے کلام کے پہنچانے میں ہزاروں قسم کی دقّتیں ہیں اور بہت ہی کم لوگوں کو ایک وقت میں حقیقی طور پر کلام پہنچتا ہے۔ چوتھے رحمتِ الٰہی کی وسعت کو دیکھ کر، پانچویں انسانی طاقتوں کی حد بندیوں کو دیکھ کر ہر ایک صحیح فطرت، جزا وسزا کی نسبت مختلف مذاہب کی پیش کردہ تعلیم سے رکتی تھی۔ مگر آپ نے ایسی تعلیم پیش کر دی کہ ان سب اعتراضات کا ازالہ ہوگیا۔ اور اب ہمیں نظر آتا ہے کہ انسانی زندگی ترقیاتِ لامحدود کی ایک کڑی ہے اور اس میں غیر محدود ترقیات کی گنجائش ہے۔ اس کی روکیں عارضی ہیں ورنہ بحیثیت مجموعی وہ آگے کی طرف جارہی ہے اور جائے گی۔ خود دوزخ بھی ایک عالَم ترقی ہے اور آلائشوں اور کمزوریوں کو دور کرنے کی جگہ ہے۔ گویا وہ ایک حمام ہے۔ جن کو آلائشیں لگی ہوں گی انہیں خدا کہے گا اس حمام میں پہلے نہاؤ اور پھر میرے پاس آؤ۔

اب آخر میں مَیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ **اگر کوئی کہے کہ یہ سب باتیں تو قرآن کریم میں موجود تھیں۔ مرزا صاحب نے کیا کیا؟ ان باتوں کے اظہار سے ان کا کام کس طرح ثابت ہوگیا؟**

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسی طرح اگر کوئی غیر مسلم یہ کہے کہ ساری باتیں تو خدا نے بتائیں محمد (ﷺ) نے کیا کام کیا۔ تو کیا یہی نہیں کہو گے کہ بے شک جو کچھ آپ نے دنیا کو بتایا، وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو ملا۔ مگر سوال یہ ہے کہ اور کسی کو کیوں نہ ملا؟ آخر کوئی نیکی اور تقویٰ اور قربانی کا درجہ آپ کو ایسا حاصل تھا جو دوسروں کو حاصل نہ تھا۔ تب ہی تو خدا تعالیٰ نے آپ پر یہ علوم کھولے۔ پس وہ کام آپ ہی کا کام کہلائے گا۔

یہی جواب ہم دیں گے کہ بے شک یہ سب کچھ قرآن کریم میں موجود تھا مگر باوجود اس کے لوگوں کو نظر نہ آتا تھا۔ اور خدا تعالیٰ نے ان علوم کو کسی پر نہ کھولا مگر آپ پر ان علوم کو کھول دیا۔ اور ایسے وقت میں کھولا جب کہ دنیا قرآن کریم کی طرف سے روگردان ہو رہی تھی۔ پس گویہ علوم قرآن کریم میں موجود تھے مگر دنیا کی نظر سے چونکہ پوشیدہ تھے اور خدا تعالیٰ نے ان کے کھولنے کے لئے آپ کو چُنا، اس لئے وہ آپ ہی کا کام کہلائیں گے۔

مَیں نے آپ کے کاموں کی تعداد پندرہ بتائی ہے۔ **لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ آپ کا کام یہیں تک ختم ہوگیا ہے۔ آپ کا کام اس سے بہت وسیع ہے اور جو کچھ کہا گیا ہے یہ اصولی ہے۔ اور اس میں بھی انتخاب سے کام لیا گیا ہے۔ اگر آپ کے سب کاموں کو تفصیل سے لکھا جائے تو ہزاروں کی تعداد سے بھی بڑھ جائیں گے۔** اور میرے خیال میں اگر کوئی شخص انہیں کتاب کی صورت میں جمع کر دے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ منشاء پورا ہو سکتا ہے جو آپ نے براہین احمدیہ میں ظاہر فرمایا ہے اور وہ یہ کہ اس کتاب میں اسلام کی تین سو خوبیاں بیان کی جائیں گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ وعدہ اپنی مختلف کتابوں کے ذریعہ پورا کر دیا۔ آپ نے اپنی کتابوں میں تین سَو سے بھی زائد خوبیاں بیان فرما دی ہیں۔ اور مَیں یہ ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 16

کے معیار کو پہنچ چکے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ آپ کو یہ احساس ہو جانا چاہئے کہ جب آپ پندرہ سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو اس بات کی ضرورت ہے کہ آپ کے والدین نے ایک فرد کی حیثیت سے جو عہد خدا تعالیٰ سے کیا تھا آپ بذات خود اس عہد کی اپنی طرف سے تجدید کریں۔ اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ آپ سب جو اس عمر کو پہنچ گئے ہیں انہوں نے یہ تجدید عہد کرلی ہوگی کیونکہ اس کے بغیر آپ کبھی بھی اپنی حقیقی ذمہ داریوں کو سمجھ نہیں سکیں گے۔ یہ بات مَیں نے کئی مرتبہ آپ سب کو سمجھائی ہے۔ اس لئے مجھے امید ہے کہ اس عمر کو پہنچنے والے ہر لڑکے نے ضرور تحریری طور پر یہ تجدید عہد لکھ کر بھیج دی ہوگی۔

حضور نے فرمایا: مزید یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ صرف لفظوں میں تجدید عہد کرنے کی کوئی حیثیت نہیں۔ آپ کو اچھی طرح ذہن نشین کرنا ہوگا کہ اب یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ خود اس عظیم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کیا کوشش کرتے ہیں۔

ایک خطبہ جمعہ میں جو مَیں نے اکتوبر 2010ء میں دیا تھا مَیں نے واقفین نَو بچوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی تھی۔ یہ بات تو اپنی جگہ درست ہے کہ واقفین نَو بچوں کو ان کے والدین نے خدا تعالیٰ کے حضور خدمت اسلام کے لئے پیش کر دیا تھا اور ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان بچوں کی تربیت بھی اس رنگ میں کریں کہ وہ اسلام کے سچے خادم بنیں۔ مگر ہر واقف نَو کی اپنی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی روزمرہ کی زندگی کو اس رنگ میں ڈھالے جو ایک خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف فرد کے اطوار اور وقار کے مطابق ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ کوشش کرتے رہیں کہ آپ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے چلے جائیں اور ہر دن جو گزرتا ہے اس میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں بھی آپ ترقی کرتے چلے جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی بھرپور وفا اور خلافت کی کامل تابعداری آپ کی زندگی کا حصہ ہو۔ نظام جماعت آپ کی نظر میں اور آپ کی زندگی میں ہر دوسری چیز کی نسبت عزیز اور مقدم ہونا چاہئے۔ صرف تب ہی آپ میں وہ خصوصیات پیدا ہوں گی جن سے آپ اس قابل بنیں کہ وقفِ نَو کی عظیم ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں پورا کرسکیں۔

حضور نے فرمایا جیسا کہ مَیں پہلے کہہ چکا ہوں آپ کو اپنی زندگیوں کو اس طرح ڈھال لینا چاہئے جس کا تقاضا اسلام کی حقیقی تعلیم ہم سے کرتی ہے۔ جب آپ کھڑے ہوں یا بیٹھے ہوں یا کسی محفل میں ہوں یا کہیں چلتے پھرتے نظر آئیں آپ کا طور طریقہ نمایاں طور پر اچھا ہو اور اعلیٰ اخلاق کا مظہر ہو ورنہ لوگ آپ پر انگلی اٹھائیں گے اور کہیں گے کہ اس واقفِ نَو کے اخلاق اور کردار اعلیٰ معیار کے نہیں ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ایک احمدی کا سب سے بڑا فریضہ یہ ہے کہ وہ نیک و پاک زندگی بسر کرے۔ آپ میں سے اب بہت سے ہیں جو اس عمر کو پہنچ چکے ہیں کہ آپ کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اپنے اوپر عائد ہونے والی ذمہ داریاں سمجھ آجانی چاہئیں۔ ان ذمہ داریوں کو احسن طریق پر انجام دینے کے لئے ضروری ہے کہ آپ اپنا دینی علم بڑھائیں کیونکہ بغیر اسلامی تعلیمات کے جاننے اور سمجھنے کے نہ تو آپ خود اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریق پر ادا کرسکتے ہیں اور نہ ہی اگلی نسل کی اسلام کی خوبصورت تعلیمات کی طرف رہنمائی کرسکیں گے۔ اس لئے دینی تعلیم حاصل کرنا نہایت اہم ہے اور اس تعلیم میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل قرآن کریم ہے۔ خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرنے کے لئے اور رسول کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت پیدا کرنے کے لئے سب سے اہم ذریعہ قرآن کریم کی روزانہ باقاعدگی سے تلاوت کرنا ہے۔ مگر صرف تلاوت ہی کافی نہیں ہے بلکہ ضروری ہے کہ اس کے معانی بھی سیکھے جائیں اور قرآنی علوم کی روح کو سمجھا جائے۔ اس کے لئے آپ کو عادت بنا لینی چاہئے کہ آپ اس غرض سے نوٹس (Notes) بنا لیا کریں تا کہ یاددہانی اور نکات کی سمجھ اور غور وفکر میں آسانی ہو۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں مَیں ایک اور بہت اہم امر کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ قرآنی علوم کی گہری سمجھ حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تفاسیر کا مطالعہ کیا جائے جو کہ اُردو اور انگریزی میں مہیا ہیں۔ اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہر واقف کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ وہ علم قرآن حاصل کرے۔ یہاں مَیں آپ کے لئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آپ اپنی کتاب کشتی نوح میں فرماتے ہیں:

''سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔ حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے۔ سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے۔ اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے، یہ بڑی دولت ہے، اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔ قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں''۔

(کشتی نوح ۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26-27)

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحریر سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ ایک احمدی مسلمان کے لئے قرآن کریم کس قدر عظیم اہمیت رکھتا ہے۔ اسی طرح آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ایک واقفِ نَو کے لئے کس قدر ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم کے تمام احکام اور قوانین سے بخوبی واقف ہو۔ جب آپ قرآن کریم کی روزانہ تلاوت کرتے ہیں اور سمجھ بوجھ کر اس کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں تو پھر نیکی کے نئے نئے راستے اور خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے نئے نئے اسلوب آپ پر کھلنے لگتے ہیں۔ جب آپ قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کرتے ہیں تب ہی آپ صحیح معنوں میں واقفِ نَو کہلا سکتے ہیں۔

حضور نے فرمایا: اس کے ساتھ ہی بہت بڑی اہمیت کی حامل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف

ہیں۔شروع میں آپ وہ کتابیں پڑھ سکتے ہیں جو حضور علیہ السلام نے اپنے آخری زمانہ میں لکھیں کیونکہ وہ نسبتاً آسان ہیں۔ جو اُردو پڑھ سکتے ہیں انہیں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی تصانیف کو براہ راست اُردو میں ہی پڑھنا چاہئے مگر جن کو اُردو نہیں آتی وہ ترجمہ پڑھیں جو جماعت نے شائع کیا ہے یا پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف میں سے بعض موضوعات پر چُن کر جو حوالے کئی جلدوں میں Essence of Islam کے نام سے شائع شدہ ہیں ان کو پڑھیں۔اگر آپ ان کتابوں کو پڑھیں تو وہ آپ کی تربیت کے لئے بہت مفید ہوں گی اور آپ جماعت کے بہت اچھے سفیر بن جائیں گے۔

حضور نے فرمایا: اپنے دینی علم کو بڑھانے اور ترقی دینے کا سب سے اہم ذریعہ دُعا ہے۔ جب تک آپ خدا تعالیٰ کے حضور دُعائیں کرنے کے ذریعہ کو نہیں اپنائیں گے اور خدا تعالیٰ سے ذاتی تعلق نہیں پیدا کریں گے اس وقت تک آپ کا تمام دینی علم بیکار ہے۔

حضور نے فرمایا: آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہم دینی علوم کو محض علمیت حاصل کرنے کے لئے نہیں سیکھتے۔ اس کے ساتھ عاجزانہ اور سچی لگن اور تضرّع سے کی ہوئی دعائیں بھی ہونی چاہئیں تا کہ جو علم آپ حاصل کریں وہ آپ کی روحانی ترقی کا ذریعہ بن جائے۔ جب یہ صورت پیدا ہوتی ہے تو انسان کی زندگی سے دُنیاوی لذّات اور دُنیا کی رنگینیوں کے پیچھے بھاگنے کی طلب بھاپ کی طرح اُڑ جاتی ہے اور اس فانی دُنیا کی چاہتیں اور اُمنگیں مِٹ کر یکسر غائب ہو جاتی ہیں۔ جب آپ کی یہ کیفیت ہوگی تو اس وقت وقفِ نَو کی رُوح آپ میں سے ہر ایک کے اندر ظاہر ہو جائے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

حضور نے فرمایا کہ اس ضمن میں آپ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جو مذہب آپ نے خوشی سے اختیار کیا ہے، اس کی حقیقی تعلیمات کیا ہیں۔اگر آپ کو اسلام کی حقیقی تعلیمات کا علم نہیں ہوگا تو ایک احمدی کی حیثیت سے اور پھر ایک واقفِ نَو کی حیثیت سے آپ دوسروں کی اسلام کی طرف رہنمائی کس طرح کر سکتے ہیں۔ مغربی معاشرہ میں رہتے ہوئے بعض ذہنی رجحانات پیدا ہو سکتے ہیں۔مگر یہ تو خدا تعالیٰ کا عظیم احسان ہے کہ اس نے ہمیں وقت کے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جنہوں نے ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیم سے رُوشناس کروایا۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اب قبل اس کے جو ہم دوسری بحثوں کی طرف توجہ کریں اس بحث کا لکھنا نہایت ضروری ہے جو دین اسلام کی حقیقت کیا ہے اور اس حقیقت تک پہنچنے کے وسائل کیا ہیں اور اس حقیقت پر پابند ہونے کے ثمرات کیا ہیں۔ کیونکہ بہت سے اسرارِ دقیقہ کا سمجھنا اسی بات پر موقوف ہے کہ پہلے حقیقت اسلام اور پھر اس حقیقت کے وسائل اور پھر اس کے ثمرات بخوبی ذہن نشین ہو جائیں۔ اور ہمارے اندرونی مخالفوں کے لئے یہ بات نہایت فائدہ مند ہوگی کہ وہ حقیقت اسلام اور اس کی ابحاثِ متعلقہ کو توجہ سے پڑھیں کیونکہ جن شکوک و شبہات میں وہ مبتلا ہیں اکثر وہ ایسے ہیں کہ فقط اسی وجہ سے دلوں میں پیدا ہوئے ہیں کہ اسلام کی اتم اور اکمل حقیقت اور اس کے وسائل اور ثمرات پر غور نہیں کی گئی۔ اور اس بات میں کچھ شبہ نہیں کہ ان تمام حقیقتوں پر غور کرنے کے بعد اگر اس عاجز کے اندرونی مخالف اپنے اعتراضات کے مقابل پر میرے جوابات کو پڑھیں گے تو بہت سے اوہام اور وساوس سے مخلصی پا جائیں گے بشرطیکہ وہ غور سے پڑھیں۔ اور پھر ان مقامات کو نظر کے سامنے رکھ کر میرے ان جوابات کو سوچیں جو مَیں نے ان کے شبہات کے قلع وقمع کے لئے لکھے ہیں۔ ایسا ہی مخالفین مذہب کو بھی ان حقائق کے بیان کرنے سے بہت فائدہ ہوگا اور وہ اس مقام سے سمجھ سکتے ہیں کہ مذہب کیا چیز ہے اور اس کی سچائی کے نشان کیا ہیں۔

اب واضح ہو کہ لغت عرب میں اسلام اس کو کہتے ہیں کہ بطور پیشگی ایک چیز کا مول دیا جائے اور یا یہ کہ کسی کو اپنے کام سونپیں اور یا یہ کہ صلح کے طالب ہوں اور یا یہ کہ کسی امر یا خصومت کو چھوڑ دیں۔

اور اصلاحی معنے اسلام کے وہ ہیں جو اس آیت کریمہ میں اس کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ کہ بَلٰی۔ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرة: 113) یعنی مسلمان وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنے تمام وجود کو سونپ دیوے یعنی اپنے وجود کو اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے ارادوں کی پیروی کے لئے اور اس کی خوشنودی کے حاصل کرنے کے لئے وقف کر دیوے اور پھر نیک کاموں پر خدا تعالیٰ کے لئے قائم ہو جائے اور اپنے وجود کی تمام عملی طاقتیں اُس کی راہ میں لگا دیوے۔ مطلب یہ ہے کہ اعتقادی اور عملی طور پر محض خدا تعالیٰ کا ہو جاوے۔

”اعتقادی“ طور پر اس طرح سے کہ اپنے تمام وجود کو درحقیقت ایک ایسی چیز سمجھ لے جو خدا تعالیٰ کی شناخت اور اس کی اطاعت اور اس کے عشق اور محبت اور اُس کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے بنائی گئی ہے۔

اور ”عملی“ طور پر اس طرح سے کہ خالصًا للہ حقیقی نیکیاں جو ہر ایک قوت سے متعلق اور ہر یک خداداد توفیق سے وابستہ ہیں بجا لاوے مگر ایسے ذوق وشوق و حضور سے کہ گویا وہ اپنی فرمانبرداری کے آئینہ میں اپنے معبود حقیقی کے چہرہ کو دیکھ رہا ہے“۔(آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن جلد 5صفحہ 57-58)

اس تحریر میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے سمجھایا ہے کہ یہ امر ایک مسلمان کے لئے کس قدر ضروری ہے کہ اسلام کی حقیقت کو صحیح طور پر سمجھا جائے۔ اگر ایک عام مسلمان کے لئے یہ امر اس قدر اہم ہے تو آپ اندازہ لگائیں کہ ایک واقفِ نَو کے لئے اپنے دین کی تعلیم کو اچھی طرح جاننا کس قدر ضروری ہے۔ یہ ہر واقفِ نَو کے لئے نہایت ضروری ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات کو خوب اچھی طرح جانتا ہو تا کہ وہ سب سے پہلے اپنی زندگی تو اس کے مطابق ڈھال سکے۔

حضور نے فرمایا کہ برطانیہ میں کئی سَو واقفین نَو موجود ہیں اور اگر یہ نئی رُوح آپ سب میں پیدا ہو جائے تو اس سے ایک ایسا مذہبی ماحول پیدا ہو جائے گا جس سے نہ صرف آئندہ نسلوں کو فائدہ پہنچے گا بلکہ یہاں برطانیہ میں پیغامِ حق پہنچانے کا ذریعہ پیدا ہو جائے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

حضور نے فرمایا کہ اس وقت اسلام پر ہر سمت سے حملے کئے جا رہے ہیں اور اسلام کی مخالفت میں بہت کچھ کہا اور لکھا جا رہا ہے۔اس صورت میں آپ کو اسلام کے دفاع کے لئے اٹھ کھڑے ہونا چاہئے۔ ہر فرد کو اسلامی تعلیمات کے دفاع کے سلسلہ میں بھرپور کردار ادا کرنا چاہئے۔مگر ایک واقفِ نَو کا کردار تو دوسروں سے بڑھ کر نمایاں ہونا چاہئے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ واقفینِ نَو بچوں کے والدین نے یہ عہد کیا تھا کہ ان کے بچے کی زندگی کا ہر لمحہ اسلام کی خدمت کے لئے وقف ہوگا۔اور پھر پندرہ سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد آپ نے اپنے اس عہد کی تجدید کی تھی کہ ہر لمحہ خدمتِ دین میں گزاریں گے۔سو اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔اس مغربی معاشرہ میں جس میں آپ رہتے ہیں اپنے آپ کو روشنی کی وہ شمع بنالیں جس میں دُنیاوی حِرص اور دُنیاوی کھیل تماشوں کا کوئی عنصر موجود نہ ہو بلکہ حقیقت میں اپنے آپ کو رُوحانی نور سے منور مشعل راہ بنالیں۔

حضور انور نے فرمایا: مَیں دعا کرتا ہوں کہ یہ نُور آپ سب کی زندگیوں میں پیدا ہو جائے اور اگر آپ کو اس میں کامیابی حاصل ہو جائے تو انشاءاللہ تعالیٰ آپ میری اور آنے والے خلفاء کی فکروں کو دور کرنے والے بن جائیں گے کیونکہ چراغ سے چراغ جلتا ہے یعنی نمونے کو دیکھ کر نمونہ اختیار کیا جاتا ہے۔آپ میں سے جو بڑے ہیں وہ واقفین نَو کی تحریک کی پہلی فصل ہیں اس لئے یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ نمونہ قائم کریں، رجحانات کی بنیاد ڈالنے والے بنیں۔مَیں آپ سے کہتا ہوں کہ آگے بڑھیں اور نیک رُجحانات پیدا کرنے والے قائدین بن جائیں۔آپ جس میدان عمل میں بھی ہوں خواہ مربی ہوں، ڈاکٹر ہوں، ٹیچر ہوں، تاریخ دان ہوں، معیشت کے ماہر ہوں، سائنسدان ہوں جس میدانِ عمل میں بھی اتریں اپنی اعلیٰ کارکردگی کی چمک دکھائیں۔ایسا نمونہ دکھائیں کہ نہ صرف آپ کی موجودہ نسل بلکہ آئندہ آنے والی نسلیں بھی آپ کے لئے دعا کریں۔اللہ تعالیٰ آپ کو ان ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور نے فرمایا کہ آپ میں سے جو چھوٹے لڑکے ہیں مَیں اُن سے خاص طور پر یہ بات کہنا چاہوں گا کہ جس شوق اور محنت سے آپ اپنے سکول کے کام کرتے ہیں اسی لگن اور اہمیت کے ساتھ آپ اپنی دینی تعلیم پر بھی توجہ دیں۔آپ کو اپنے نصابِ وقفِ نَو کے مطابق تمام چیزیں سیکھنی اور یاد کرنی چاہئیں۔ یہ نصاب خاص طور پر آپ کے لئے تیار کیا گیا ہے۔

مزید برآں یہ بات خاص طور پر یاد رکھیں کہ آپ نے اپنی نمازوں کی حفاظت کرنی ہے۔کبھی ایک نماز کو بھی ضائع نہ ہونے دیں۔ اور قرآن کریم کو روزانہ باقاعدگی سے پڑھنے کی عادت ڈالیں خواہ ایک رکوع ہی کیوں نہ ہو۔

حضور نے فرمایا کہ آپ کو ہمیشہ اپنے والدین کی کامل اطاعت کرنی چاہئے یہاں تک کہ آپ اپنے دوسرے بہن بھائیوں کے لئے اعلیٰ اخلاق کا نمونہ بن جائیں۔آپ کا واقفِ نَو ہونا آپ کے لئے کسی قسم کے احساس برتری کا ذریعہ نہیں بننا چاہئے یا یہ کہ آپ سمجھیں کہ وقف ہونے کی وجہ سے آپ کو زیادہ توجہ ملنی چاہئے یا زیادہ عزت ملنی چاہئے۔اس کے برعکس آپ کو دوسروں کی عزت کرنی چاہئے اور اپنے والدین اور بڑوں کا کہنا ماننا چاہئے۔ آپ جب دینی تعلیم و تربیت کی مجالس میں جائیں تو دوسروں کو محسوس ہونا چاہئے کہ آپ بہت بلند اخلاق اور کردار کے مالک ہیں۔ آپ کے اسکول میں آپ کے اساتذہ اور ساتھ پڑھنے والے ساتھی محسوس کریں کہ آپ کے اخلاق اور اُصول ایسے ہیں جو دوسروں کے لئے مشعل راہ ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: وقفِ نَو کا نصاب انیس یا بیس سال کی عمر تک کے لئے تیار کیا جا چکا ہے لہٰذا ہر بچے کو اپنی عمر کے مطابق نصاب کے لحاظ سے پڑھائی کرنی چاہئے۔ اس ضمن میں والدین اور منتظمین توجہ دیں کہ بچے نصاب کے مطابق تعلیم و تربیت حاصل کرلیں۔ یہ آپ کی اعلیٰ تربیت کی بنیاد بن جائے گی۔

آخر پر حضور ایدہ اللہ نے فرمایا: خدا کرے کہ آپ کو توفیق ملے کہ آپ اپنی ذمہ داریوں کو اچھی طرح سمجھ کر انہیں عملی جامہ پہنائیں۔

اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی جس کے ساتھ اجتماع کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ

۞۞۞۞۞۞

اعلان

اگر آپ نے کبھی کوئی مقالہ یا کتاب لکھی ہے یا آپ کی کوئی تصنیف شائع ہوئی ہے تو درخواست ہے کہ اولین فرصت میں ہم سے رابطہ فرمائیں۔

”ریسرچ سیل“ ایسی تمام کتب/ اخبارات ورسائل اور مقالہ جات کا ڈیٹا Data اکٹھا کر رہا ہے جو 1889ء سے لے کر اب تک کسی بھی احمدی کی طرف سے شائع شدہ ہوں۔

درج ذیل کوائف کے مطابق ہمیں فیکس یا ای میل کریں۔اگر آپ کے پاس سلسلہ کی پرانی کتب موجود ہیں تو بھی درخواست ہے کہ ہمیں مطلع فرمائیں۔آپ کے تعاون کا شدت سے انتظار رہے گا۔ جزاکم اللہ خیراً۔

ضروری کوائف:

کتاب کا نام: مصنف/مرتب/مترجم کا نام: ایڈیشن: مقام اشاعت: تاریخ اشاعت: ناشر/طابع: تعداد صفحات: سائز کتاب: موضوع۔

برائے رابطہ فون نمبرز: آفس: 0092476215953، Res:047614313,

Mob: 03344290902 ، فیکس نمبر: 0092476 211943

ای میل: tahqeeq@gmail.com, tahqeeq@yahoo.com،

ayaz313@hotmail.com,

انچارج ریسرچ سیل۔ربوہ

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ یہ ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TLU.K.

خلافت احمدیہ کے سوسال پورے ہونے پر احبابِ جماعت کا والہانہ اظہار تجدید عہد

مجلس مشاورت ربوہ 2008ء کے آخری روز مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب نے صدسالہ جوبلی کے موقع پر تجدید وفا کا اظہار کرنے کی تجویز پیش کی۔ اس تحریک کی تائید میں اراکین مشاورت نے پُرجوش اور پُراخلاص خیالات کا اظہار کیا جو ماہنامہ ''انصاراللہ'' ربوہ جون 2008ء کی زینت ہیں۔بعدازاں محترم مرزا خورشید احمد صاحب ناظراعلیٰ وامیر مقامی نے تجدیدِ عہدِ وفا کی ایک قرارداد پیش کی جسے متفقہ طور پر منظور کیا گیا۔

مکرم نذیر احمد صاحب خادم۔بہاولنگر

ایک گاؤں میں ایک چوہدری صاحب پر لوگوں نے پتھر پھینکے اورانہوں نے ایک عمارت میں جا کر پناہ لی اور بعد میں حضرت خلیفہ ثالثؒ کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضور! بہت بے عزتی ہوئی۔فرمایا: کیا ہوا۔ عرض کیا: لوگوں نے مجھ پر پتھر پھینکے اوراوباشوں نے مٹی اور خاک ڈالی، بہت بے عزتی ہوئی۔حضور نے فرمایا: چوہدری صاحب یادرکھیں کہ جب تک ساری دنیا کے دلوں میں ہم اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت پیدا نہ کرلیں اور آپؐ کی عزت کو قائم نہ کرلیں اس وقت تک ہم اپنی عزت کا دعویٰ نہیں کرسکتے!۔

مکرم شیخ کریم الدین صاحب۔بہاولنگر

خلافت خامسہ کا نظارہ ہم نے ایم ٹی اے پر دیکھا۔ رات کو جب یہ اعلان ہوا کہ حضور کا انتخاب ہوگیا ہے اور حضور نے فرمایا ہے: بیٹھ جائیں۔تو لوگ سڑک پر بیٹھ گئے۔ یہ نظارے ہیں خلافت کے۔

پس خلافت کی برکت کو سمجھنا چاہیے خلافت کی قدر کرنی چاہیے۔ میری 1945ء کی پیدائش ہے اور 63 سال میری عمر ہے، میں نے 1968ء میں وکالت شروع کی۔لوگ پوچھتے ہیں کہ میری وکالت کی کامیابی کا راز کیا ہے۔ میں یہ تحدیث نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ میں نے آج تک وکالت میں اتنا کام کیا ہے خدا کے فضل سے کہ شائد پاکستان میں کسی اور وکیل نے اتنا کام کیا ہی نہ ہو۔اور آج میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کامیابی کا راز کیا ہے۔ 1980ء میں میرا نام سیشن جج بہاولنگر نے بطور ایڈیشنل سیشن جج تقرری کیلئے بھجوایا۔ اس وقت امتحان وغیرہ نہیں ہوتا تھا، دونام جاتے تھے ضلع سے،ایک منتخب ہوتا تھا اور ایک Refuse ہوجاتا تھا۔ ہمارے ضلع کے وزیر قانون نے کہا کہ دونام گئے ہیں ایک آپ کا نام گیا ہے، میں چیف جسٹس سے بات کرآیا ہوں جس دن آپ کا انٹرویو ہو، مجھے بتانا۔ میں نے کہا: میں نے تو انٹرویو کے لئے جانا ہی نہیں۔مَیں ان دنوں قائد ضلع تھا میں نے خلیفہ ثالثؒ کی خدمت میں خط لکھا کہ حضور میں قائد ضلع ہوں میرے پاس اتنے مقدمات ہیں۔ میں جماعت کی یہ خدمت کررہا ہوں مجھے یہ آفر ہوئی ہے۔حضور مشورہ دیں کیا مجھے نوکری کرنی چاہیے کہ نہیں؟۔حضور کا خط موصول ہوا کہ اگر وکالت اچھی ہے تو نوکری نہیں کرنی۔تو میں انٹرویو پر ہی نہیں گیا۔وزیر قانون سے میں نے کہا کہ میں نے اپنے بزرگوں سے مشورہ کیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ نوکری نہیں کرنی۔تو یہ ہے برکت!۔

میرا سب سے چھوٹا بیٹا آٹھ سال کا ہوگیا۔چار بیٹے تھے بیٹی کوئی نہیں تھی کہ خلیفہ رابعؒ نے وقفِ نو کی تحریک فرمائی۔ہم نے حضورؒ کی خدمت میں لکھا کہ بیٹی کی خواہش ہے، وقف کردیں گے حضور دعا کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آٹھ سال کے وقفہ کے بعد بیٹی دی اوراس کے بعد کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ ہم نے اس کو وقف کردیا۔جب وہ بیٹی پیدا ہوئی تو ہم نے ہسپتال کے عملے کو سوروپیہ دیا (اس وقت سوروپیہ کافی ہوتا تھا) توانہوں نے کہا شیخ صاحب کو غلطی لگ گئی ہے لڑکی ہوئی ہے اور یہ پیسے دے رہے ہیں۔لیکن لیڈی ڈاکٹر جانتی تھی، اُس نے کہا کہ اِن کو چاہیے ہی لڑکی تھی۔

مکرم پیر افتخار الدین صاحب۔راولپنڈی

جب خلافت رابعہ کا انتخاب ہورہا تھا تو میں نے یہ سن رکھا تھا کہ جب نیا خلیفہ خدا بناتا ہے تو اس وقت ایک عجیب انتشارِ روحانیت دنیا میں برپا کرتا ہے۔اس وقت خاکسار اپنی جماعت کا ادنیٰ سا خادم بھی نہیں تھا۔ لیکن صرف یہ بات پوٹلی میں باندھ کر خلافت کے انتخاب کے وقت حاضر ہوگیا اور خدا تعالیٰ سے یہ دعا کرتا رہا کہ میں نے تو کبھی کوئی اس طرح کی ایمان افروز بات اپنی زندگی میں دیکھی نہیں ہوئی۔آج پہلی دفعہ خلافت کے انتخاب کے لئے یہاں آرہا ہوں اور انتشار روحانیت کا کوئی واقعہ دیکھنا چاہتا ہوں۔

خاکسار گھر سے ایک تحریر بخدمت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع لے آیا تھا کہ خاکسار اپنی اور اپنے اہل خانہ کی بیعت حضور کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔ جب لوگوں کو بیعت کے لئے مسجد مبارک کے ہال میں آنے کی اجازت ملی تو اتنے ہنگامے میں، اتنی دنیا کے اندر یہ بظاہر ناممکن تھا کہ وہ تحریر میں حضور کو پیش کرسکوں گا۔لیکن اس انتشار روحانیت کا نظارہ کروانے کے لئے اور خدا نے اس ناچیز کے ایمان کو مضبوط کرنے کے لئے یہ سامان کیا کہ کچھ نوجوانوں نے خاکسار کو دھکیلنا شروع کردیا اور کہا کہ آپ ذرا اُدھر چلے جائیں اور وہ اُدھر جانا ایسا ہوا کہ بالکل حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خانصاحبؓ، جو حضورؒ کے آگے تشریف فرما تھے،اُن کے گھٹنوں کے درمیان بیٹھنے کا موقعہ مل گیا اور جب خلافت کا اعلان ہوا تو وہ تحریری بیعت میں نے حضورؒ کی خدمت میں پیش کردی۔

پھر ایم ٹی اے کے ذریعے دنیا نے یہ واقعہ بھی دیکھا کہ ایک انسان جو کمرہ میں بیٹھا ہوا ہے، جس کو لوگ دیکھ نہیں رہے اور جس سے ابھی پوری طرح روشناس بھی نہیں ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ اُس نے یہ پیغام دیا ہے کہ احباب بیٹھ جائیں تو وہ لوگ بھی تھے جو سہارے کے سوا بیٹھ نہیں سکتے تھے۔لیکن ایک سر بھی نہیں دیکھا گیا جو کھڑا رہ گیا ہو۔ یہ نظارہ جن غیراحمدیوں نے دیکھا، انہوں نے بھی ہمیں مبارکباد دی کہ آپ لوگ ہی دنیا کی قیادت کے قابل ہیں۔

مکرم چوہدری حمید نصراللہ صاحب۔لاہور

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات کے موقع پر چوہدری ظفراللہ خان صاحبؓ لندن میں تھے۔خواجہ کمال الدین صاحب بھی وہاں ہوا کرتے تھے تو خواجہ صاحب نے چوہدری صاحبؓ سے کہا کہ ظفراللہ خان! حضرت صاحب تو فوت ہوگئے، اب میں سوچتا ہوں کہ کون خلیفہ بنے گا۔ پھر ایک شخص کا نام لیا اور کہنے لگے کہ بہت غصے والا ہے جماعت دوڑ جائے گی، دوسرے کا نام لیا تو کہا کہ اس میں بہت نرمی ہے وہ سنبھال نہیں سکے گا۔ پھر کہا کہ میاں محمود ہے ''پر اودھی عمر بڑی چھوٹی اے''۔ چوہدری صاحب کہتے ہیں کہ میں نے خواجہ صاحب سے کہا کہ یہ جو آخری نام آپ نے لیا ہے اس میں جو نقص ہے وہ وقت کے ساتھ ساتھ خود بخود ٹھیک ہوجائے گا۔اور عمر تو بڑھ ہی جائے گی۔

اگر ہم تھوڑا سا بھی غور کریں تو ان خلفاء کا اپنے اپنے وقت پر آنا اپنے اندر وہ خوبی اور وہ ضرورت رکھتا ہے جو اس زمانے کے لئے ضروری تھی۔

حضرت خلیفہ ثالثؒ کے انتخاب کے موقع پر میری پہلی ملاقات حضورؒ کے ساتھ اُس وقت ہوئی جب چوہدری ظفراللہ خان صاحب آئے۔ تو میں لے کر حاضر ہوا تو وہاں پر حضورؒ نے جو بات بیان کی یہ میں تحدیث نعمت کے طور پر بیان کرنا چاہتا ہوں تاکہ ہر احمدی کو واضح ہوجائے خلیفہ کی پوزیشن کیا ہوتی ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا میں جب خلیفہ بننے کے بعد اندر آیا تو میں نے دو نوافل پڑھے۔نوافل پڑھنے کے لئے میں نے جائے نماز کو بچھایا تو میں نے دیکھا کہ میرا جائے نماز ذرا سا کعبہ کی طرف نہیں ہے تو میں نے اس کو بالکل کعبے کی طرف کردیا۔اس طرح خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ اگر تُو کہیں اِدھر اُدھر غلطی کھا بھی گیا تو میں ٹھیک کردوں گا۔اس پر مجھے بڑی تسلی ہوئی۔

پس یہ مقام ہے خلافت کا جو خدا نے عطا کی ہے وہی اِس کی حفاظت کرے گا اور وہی اس کو راستہ دکھلائے گا۔ 1974ء کا واقعہ ہوا تو اُس وقت میں کوئی عہدیدار نہیں تھا۔ اُس وقت امیر صاحب لاہور نے مجھے ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا تو میں اس کی ہدایت لینے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں پیش ہوا۔ حضرت صاحب نے فرمایا: اگر لاہور کی بڑی جماعت ہدایت لینے کے لئے آئے گی تو چھوٹی چھوٹی جماعتیں کیا کریں گی؟ جاؤ اور جاکر کام کرو، جو دل میں آتا ہے وہ کرو، میں دعا کروں گا۔ان الفاظ نے مجھے اتنی تقویت بخشی کہ اُس دن سے لے کر آج تک کبھی میرے دل میں خوف پیدا نہیں ہوا، ساری زندگی، کسی بات سے نہ کسی افسر سے۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ساتھ وقت گزرا۔ میں حضورؒ کو پہلے بھائی طاری کہا کرتا تھا۔ بچپن سے ہی قادیان میں بھی ہم اکٹھے ہوتے تھے۔ مجھ سے تھوڑے ہی بڑے تھے۔ایک دفعہ بات کرتے کرتے میں نے کہا بھائی...... پھر فوراً کہا: حضور!

تو میں نے کوئی ایسی جذباتی بات نہیں کی تھی لیکن میں نے دیکھا کہ حضورؒ کے آنسو بہنے شروع ہوگئے اور آواز بھرّا گئی۔ تو مجھے خیال آیا کہ یہ خلیفہ جب بن جاتا ہے تو آدمی جیسے فوت ہوتا جاتا ہے، اپنے لئے ختم ہوتا جاتا ہے صرف خدا کے لئے رہتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ ہر احمدی کے دل میں یک دم ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں خلیفہ وقت کیلئے محبت پیدا کرتا ہے ویسے ہی جس کو خلیفہ مقرر کرتا ہے اس کے دل میں اسی لمحے ساری جماعت کے لئے محبت پیدا کرتا ہے اور اس کا اظہار ہم نے کئی دفعہ دیکھا ہے۔

1974ء میں حضرت خلیفہ ثالثؒ کے جماعت کے ساتھ سلوک کو دیکھ کر ایک آدمی نے کہا تھا کہ جیسے مرغی بچوں کو لے کر بیٹھ جاتی ہے ویسے خلیفہ ثالث ساری جماعت کو لے کے بیٹھ گئے۔حضرت خلیفہ رابعؒ نے جب لندن تشریف لے جانی تھی تو ایک اجلاس میں لوگوں کو جمع کیا۔ان سے مشورہ کیا تو سب نے کہا کہ حضور کو باہر چلے جانا چاہیے تو حضور نے فرمایا اگر آپ مجھے مشورہ دیتے کہ نہ جاؤ تو پھر بھی چلا جاتا اور اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ مجھے کوئی خوف ہے، میں بہت دعا کرتا رہا اور سوچتا رہا اور میں نے دل میں سوچا کہ جماعت کی خاطر میں یہ جان قربان کرنے کے لئے تیار ہوں، یہ کونسی ایسی بات ہے۔لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ میں تو جان قربان کردوں گا لیکن خلافت کا کیا بنے گا!۔

حالات اس وقت ایسے ہی تھے۔اگر خدانخواستہ کوئی ایسا واقعہ ہوجاتا تو پھر کوئی خلیفہ چننا بڑا مشکل ہوجانا تھا۔حضور نے وہ فیصلہ کیا اور یہاں سے جب ہم روانہ ہوئے ہیں۔تو فجر سے پہلے کا وقت تھا۔آگے جاکر ہم نے فجر کی نماز ادا کی۔ گاڑی مَیں چلا رہا تھا حضورؒ میرے بائیں طرف تشریف رکھتے تھے۔ گاڑی چلتی رہی اور حضورؒ نے فجر کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد نماز کے بعد پھر حضورؒ نے اونچی اونچی آواز میں دعائیں پڑھنی شروع کیں اور رقت طاری ہوگئی اور یہ سلسلہ کوئی آدھا گھنٹہ جاری رہا۔ میرے دل میں بڑا خوف آیا۔ میں نے سوچا اگر یہی حالت رہی تو حضور تو پہنچ جائیں گے کراچی، میں رستے میں ہی رہ جاؤں گا۔ تو میں نے کسی طرح بہانے سے اس بات کو پلٹا، اور حضورؒ کی جو میزبانی اور مہمان نوازی کا پہلو تھا، اس کو میں نے چھیڑا تو میں نے بیگم صاحبہ سے کہا کوئی کافی وغیرہ بھی ساتھ لائی ہیں یا ویسے ہی آگئی ہیں۔ تو حضرت صاحب فوراً چونکے تو کہنے لگے: ہاں ہاں دیکھو

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 26 جولائی 2008ء میں مکرم فاروق محمود صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے جو درّثمین کی ایک نظم کی تظمین ہے۔اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

جماعت جسم ہے اور دل خلافت
مرے آقا کی مولا کر حفاظت
غلاموں کو عطا کر دے سعادت
اطاعت کرتے جائیں تا قیامت
خلافت کی ہمیں تو نے قبا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی
مسیح پاک کا اثر دعا ہے
خلافت سے جماعت کب جدا ہے
اکائی بن گئی شاہد خدا ہے
محبت ہم کو دو طرفہ عطا ہے
جماعت تیرے فضلوں کی منادی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

حد ہوگئی، کافی دو۔ تو وہ بات جو ہے وہ ٹل گئی۔ لیکن اُس کو جماعت کا بھی غم تھا اور اس طرح جماعت کو چھوڑ کر جانے کا بھی غم تھا۔ اور وہاں میں رہا کوئی تین مہینے یہاں سے ہجرت کرنے کے بعد۔ کوئی ایک نماز ایسی نہیں تھی کہ جس میں حضورؒ کی رقّت کی وجہ سے ساری جماعت چیخیں نہیں مارتی تھی۔ جب حضورؒ نماز پڑھاتے تھے اتنا غم دل میں تھا۔ لیکن سلسلے کے کام کو پھر بھی جاری رکھا اور بڑھایا۔ جو نتائج نکلے ہیں وہ ساری جماعت کے سامنے ہیں۔

جب خدا تعالیٰ کے نزدیک اگلے خلیفہ کا وقت آ گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کا الیکشن ہوا اور اس الیکشن میں یہ جو نظارہ دیکھا کہ جیسے ہی حضورؒ نے اندر فرمایا دوست بیٹھ جائیں تو باہر ساری جماعت بیٹھ گئی۔ مغربی دنیا میں تو لوگ مانتے ہی نہیں اور ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا ہوگیا ہے کہ ایسی محبت نہیں ہوسکتی۔ انسان کو انسان سے یہ محبت اسی صورت میں ہوسکتی ہے جب اللہ تعالیٰ پیدا کرے اور اللہ تعالیٰ ہر احمدی کے دل میں خلیفہ وقت کی محبت پیدا کرتا ہے اور اس کو قائم رکھتا ہے۔ اگر کسی کے دل میں خلیفہ وقت کے لئے محبت نہ ہو تو وہ فکر کرے۔

آج ایک سو سال خلافت کا گزر گیا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ دنیا کی نجات اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستہ کی ہے اور وہ خلیفہ وقت ہی ہے جس کے ساتھ مل کر ساری جماعت چلے گی تو دنیا میں امن قائم ہوگا۔ ایک جسٹس صاحب اور محترم کرنل عطاء اللہ صاحب مرحوم حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے ملنے کے لئے لاہور تشریف لائے۔ خاکسار بھی وہاں تھا۔ آپس میں بے تکلفی تھی اس لئے گفتگو ہوتی رہی تو حضرت صاحب نے دنیا کے امن کے متعلق بات کی جو فرقوں کے درمیان اور صوبوں کے لڑائی مارکٹائی ہو رہی تھی اُس حوالہ سے حضرت صاحب نے فرمایا کہ نفرت جو ہے اس کا ایک چکر ہوتا ہے۔ جتنی کرتے چلے جاؤ اتنی بڑھتی چلی جائے گی۔ ایک ایسا ہاتھ ہونا چاہیے جو ظلم کی چکّی کو یوں لگے کہ زخمی ہو اور تھوڑا سا پیچھے ہو، پھر لگے اور زخمی ہو اور پھر پیچھے ہٹے۔ پھر جیسے ہی چکّی کی رفتار کم ہوجائے تو وہ اس کو پکڑ لے اور ظلم کی چکی کو روک دے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ مرزا صاحب وہ ہاتھ کہاں ہے؟ تو حضرت صاحب نے اپنا ہاتھ یوں آگے بڑھایا اور فرمایا: وہ ہاتھ جماعت احمدیہ کا ہے جس پر آپ جتنا بھی ظلم کریں گے جتنا بھی اس کو کاٹیں گے جتنا بھی زخمی کریں گے وہ آگے آپ سے مقابلہ نہیں کرے گا وہ ہمیشہ آپ کو ظلم سے روکنے کے لئے کوشش کرتا رہے گا۔

مکرم شیخ مظفر احمد صاحب، فیصل آباد

ایک وہ شخص تھا جس نے اپنی تیل کی دولت پر خلافت احمدیہ کی طرف میلی آنکھ اٹھانے کی جرأت کی تھی اور مجھے یاد ہے کہ اُس وقت کے خلیفہ نے کہا تھا کہ انسان کے دل سے نکلے ہوئے چشمہ کا تیل کا چشمہ مقابلہ نہیں کرسکتا۔

مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب

یہ ہماری سعادت ہے کہ ہم نے وہ زمانہ پایا ہے جب جماعت احمدیہ اپنی پہلی صدی مکمل کر رہی ہے اور دوسری صدی شروع ہونے والی ہے۔ جماعت نے جتنی بھی ترقی کی ہے اس کی وجہ خلیفہ وقت کے ساتھ اخلاص اور محبت کا تعلق اور وفاداری اور اطاعت ہے۔

جب 1956ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے انتخاب خلافت کے لئے مجلس قائم فرمائی تو یہ اعلان فرمایا کہ اس طریق سے منتخب ہونے والے تیسرے، چوتھے، پانچویں اور آئندہ سب خلفاء کو میں بشارت دیتا ہوں کہ اگر دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی خلافت احمدیہ سے ٹکرلے گی تو وہ طاقت تباہ ہوجائے گی اور خلیفہ وقت کامیاب ہوگا اور فائز المرام ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے جو افضال جماعت پر نازل ہوئے وہ خلافت کی مکمل اطاعت کی وجہ سے ہوئے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ خلیفہ استاد ہے، جماعت شاگرد ہے، جو بات خلیفہ وقت کے منہ سے نکلے اس کو عمل کئے بغیر نہیں چھوڑنا۔ تو ہمیں ہمیشہ اپنے کان خلیفۂ وقت کی آواز پر مرتکز کرنے چاہئیں۔

بیعت کی دسویں شرط میں حضرت مسیح موعودؑ نے بیعت کرنے والے کے متعلق فرمایا کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار اطاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہے گا۔ اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عہد پر اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مکرم حافظ مظفر احمد صاحب

محبت خلافت کے ساتھ ایک طبعی امر ہے جو اللہ تعالیٰ ایک مومن کے دل میں اچانک پیدا کرتا ہے اور ہم نے ہر دفعہ ایک شعلہ کی طرح اس محبت کو اپنے دلوں میں پیدا ہوتے دیکھا ہے لیکن حضور کے مطابق محبت کا اظہار تبھی ممکن ہے جب ہم خلافت کی غیر معمولی اطاعت کرنے والے ہوں۔ حضرت خلیفہ ثالثؒ فرماتے تھے کہ جماعت اور خلیفہ ایک وجود کا نام ہے۔ حضرت خلیفہ اولؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں تمہارے لئے تڑپ تڑپ کر دعائیں کرتا ہوں۔ گھوڑے سے گر گئے، کمر میں تکلیف تھی، فرماتے تھے میں سجدہ نہیں کرسکتا مگر میں تکلیف کے ساتھ سجدہ کر کے اسی میں تمہارے لئے دعائیں کرتا ہوں۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے تھے تمہارے لئے درد رکھنے والا، تمہارے لئے محبت کرنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف ماننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔ اُن کے لئے نہیں ہے جنہوں نے خلافت کو نہیں مانا۔ حضرت خلیفہ ثالثؒ فرماتے تھے: میری دعائیں ہمیشہ آپ کے ساتھ ہیں۔ میں نے آپ کی تسکین قلب کے لئے، آپ کا بار ہلکا کرنے کے لئے، آپ کی پریشانیوں کو دُور کرنے کے لئے اپنے ربّ رحیم سے قبولیت دعا کا نشان مانگا اور وہ نشان آپؒ کو عطا کیا گیا اور یہی نشان ہر خلیفہ کو عطا کیا گیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو بھی یہی قبولیت دعا کا نشان عطا کیا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

تمہاری خاطر ہیں میرے نغمے میری دعائیں تمہاری دولت
تمہارے درد و الم سے تر ہیں میرے سجود و قیام کہنا

آنحضرت ﷺ کے بعد جو خلافت حضرت ابوبکرؓ کی قائم ہوئی تھی ایک صحابی نے کہا تھا کہ اگر ابوبکر نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہوجاتے اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں جب بعض ریشہ دوانیاں ہوئیں تو ایک صحابی نے کہا: **ولوزالت نزال الخیر عنہ**۔ اگر یہ خلافت ہٹ گئی تو دیکھنا کہ ہر خیر و برکت سے محروم ہوجاؤ گے۔ اور واقعہ یہ ہے کہ آج ہم خوشی کے ترانے گانے کے اہل ہیں کہ اگر خدا کا یہ انعام ہم پر نہ ہوتا تو ہم کس طرح عبادتیں کرتے کس طرح ہدایت پاتے کس طرح مالی قربانیاں کرتے! یہ خدا کا خاص فضل اور احسان ہے۔

مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا وصال ہوا۔ ابھی انتخاب ہونا تھا تو لاہور سے آیا ہوا ایک صحافی مختلف لوگوں سے پوچھ رہا تھا کہ خلافت کے انتخاب میں کون کون Candidate ہے؟ ہر ایک نے یہی کہا کہ Candidate کوئی نہیں ہوتا جس کو خدا کھڑا کردے۔ کہتا ہے مجھے یقین ہوگیا یہ جماعت بڑی چالاک جماعت ہے، بات کو اس طرح چھپایا ہوا ہے کہ وضاحت نہیں کرتے۔ آخر ایک معمر بزرگ دیہاتی کے پاس جا کر بیٹھ گیا اور اُن سے بھی دو چار باتوں کے بعد یہی پوچھا کہ بابا جی کنے خلیفہ بننا اے؟۔ وہ دیہاتی بابا غصے میں آکر کہنے لگا کہ ہم کون ہوتے ہیں خلیفہ بنانے والے۔ اُس نے آسمان پر بنا دیا ہے۔ ہم نے صرف اُس کی تائید میں ہاتھ کھڑے کرنے ہیں۔

واقعۃً یہ بات بالکل جدا ہے دنیا سے۔ اللہ جانتا ہے جس کو بنانا ہے اور جس کو بناتا ہے اُس کو پہلے ہی اپنے انتخاب میں رکھا ہوتا ہے۔ حضور جب ناظر اعلیٰ تھے تو ایک دن میرے کچھ عزیز آئے کہ کھاریاں جانا ہے۔ آپ بھی چلیں، شام کو آجائیں گے۔ مَیں ناظر صاحب اعلیٰ کے پاس گیا اور اجازت مانگی۔ کہنے لگے چلے جاؤ۔ میں نے کہا: اجازت نہیں مشورہ دیں۔ فرمانے لگے: پھر نہ جاؤ۔ اِس پر مَیں نے عزیزوں سے کہا کہ آپ لوگ جائیں میں نہیں جا رہا۔ وہ کہنے لگے کہ ہم اجازت لے لیتے ہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ شام کو اطلاع آئی کہ کار کے ڈرائیور کو ہارٹ اٹیک ہوا۔ کار نے آٹھ قلابازیاں کھائیں اور سب کے کسی کا بازو ٹوٹا کسی کا کچھ اَور۔ اور ڈرائیور کی وفات ہوگئی۔

تو اُس کو خدا نے چنا ہوا تھا پہلے ہی۔ ایک شخص نے مجھ سے خلیفہ رابع کے وقت میں پوچھا کہ آئندہ خلیفہ کون ہوگا؟۔ میں نے کہا تمہاری والدہ زندہ ہیں؟ کہنے لگا ہاں۔ میں نے کہا کبھی والدہ سے پوچھنا کہ جب باپ فوت ہوجائے گا تو نکاح کس سے کریں گی۔ اس پر فوراً اُس نے معذرت کی۔

ہم سب کا فرض ہے کہ آج ہم دل سے عہد کریں کہ ہم ایک خدا کے پجاری رہیں گے۔ غیر اللہ کو کسی Level پر کوئی وقعت نہیں دیں گے۔ مثلاً اللہ کا وقت غیر اللہ کو نہیں دینا۔ یہ ایک ٹیسٹ ہے انسان کا چوبیس گھنٹوں میں خدا تعالیٰ نے صرف ایک گھنٹہ مانگا ہے اپنے بندے سے۔ اور وہ بھی اکٹھا نہیں بلکہ پانچ وقتوں میں اُس کو تقسیم کردیا۔ اور جو شخص تیئس گھنٹے پر مطمئن نہیں، چوبیسواں گھنٹہ بھی وہ دنیا پر خرچ کرتا ہے، اُس نے خدا کی توحید کا کیا پھل پایا۔

مکرم میر محمود احمد صاحب

چار خلفاء سے براہِ راست فیض پانے کا موقع ملا ہے۔ ان کی محبت و شفقت، نصیحت، راہنمائی ...... خطبات اور درس اور تقاریر سننے کا موقع ملا۔ ان کو پیار کرنے ان سے گلے لگنے ان کا بوسہ لینے کی توفیق ملی اور ان کی دعاؤں کا مورد بنتا رہا۔

چار خلفاء سے براہِ راست اور خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سے براہِ راست تو نہیں لیکن میرے باپ اور میری ماں بڑی محبت سے آپس میں اُن کے متعلق بات کیا کرتے تھے۔ پھر مرقات الیقین پڑھی اور ان کے حالات زندگی پڑھے۔ اُن کی عظمت کا احساس ہوا۔ میں شاید تیرہ چودہ سال کا نہایت بیوقوف لڑکا تھا جب میرے والد کی وفات ہوئی۔ حضرت مصلح موعودؓ ہمارے گھر میں ہی سارا دن رہے۔ نماز مغرب پڑھائی اور والد صاحب کے متعلق ایک تقریر کی اور تقریر کے معاً بعد میں کھڑا ہونا شروع ہوا تو پتہ نہیں تھا کہ کیوں کھڑا ہو رہا ہوں۔ اور کھڑے ہو کر عرض کیا کہ حضور! میں اپنی زندگی وقف کرتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کی شفقتیں اور محبتیں اور رحمتیں۔ آج تک ایک لقمہ نہیں کھایا جو اُن کا دیا ہوا نہ ہو۔ آج تک ایک شلوار اور کرتہ نہیں پہنا جو اُن کا عطیہ نہ ہو۔

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ۔ میں ایسا شدید بیمار ہوا اور گلے میں ایک ایسی جگہ cut تھا کہ سپیشلسٹ کو جب مَیں نے بتایا تو کہنے لگا: Then how are you talking and how are you alive. تو خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی دعائیں ہیں جنہوں نے مجھے بچایا ہوا ہے۔ خلیفۃ المسیح الرابعؒ میاں طاری ہوتے تھے۔ سفر بھی اُن کے ساتھ کئے، سیریں بھی کیں، بحث و مباحثہ بھی ہوتا تھا۔ چھیڑ چھاڑ اُن سے رہتی تھی۔ لیکن جس لمحہ خلیفہ بنتے ہیں اور خلیفہ بن کر اندر گئے ہیں۔ پہلی پیالی چائے کی انہوں نے ختم نہیں کی تھی کہ میں نے ان کے ہاتھ سے چھینی ہے اور وہ تبرک پیا جس کا ایک گھنٹہ پہلے میں تصور بھی نہیں کرسکتا تھا۔

اور خلیفۃ المسیح الخامس۔ وہ واقعہ تو آپ سن چکے ہیں مسجد کے باہر بیٹھنے والا۔ اگر نیچے پانی بھی تھا تو بھی وہیں لوگ بیٹھ گئے۔ حضور نے خلیفہ منتخب ہونے کے معاً بعد کاغذ کے گلاس میں پانی پیا جو اُسی وقت اُن سے میں نے لیا اور پی لیا۔ گویا دو خلفاء کا تبرک پینے کا موقع خلافت کے معاً بعد ملا۔

ہم دو سال پہلے امریکہ میں تھے۔ خبر آئی کہ انتہائی خطرناک قسم کا طوفان آج رات دس بجے Hit کرے گا۔ صبح سے بونداباندی شروع ہوگئی۔ ہوائیں تیز چلنی شروع ہوگئیں۔ دس بجنے میں دس منٹ تھے اور پورا زور شروع ہو چکا تھا۔ میں نے انگلستان میں اپنے بچوں کو ٹیلی فون کر کے کہا کہ ذرا حضرت صاحب کو فون کردو کہ یہاں اس طرح طوفان آنے والا ہے دعا کریں۔ وہ کہنے لگی کہ ابا میں کس طرح کروں، رات کا وقت ہے۔ میں نے کہا: اگر تمہیں جھاڑ پڑی تو مجھے پڑے گی، ناراضگی ہوئی تو مجھ سے ہوگی، تم فون کردو۔ کہنے لگی: نہیں ابا میں نہیں کرسکتی۔ میں نے کہا: دیکھو! میں نے تمہیں کہہ دیا ہے کہ تم میری طرف سے حضرت صاحب کو یہ فون کردو۔ پھر میں نے بڑے اطمینان کے ساتھ فون رکھا اور دیکھا تو نہ ہوائیں تھیں نہ بونداباندی۔ ہم سے چار میل کے فاصلہ پر مسجد بیت الرحمٰن کی سات دن تک بجلی بند رہی۔ لیکن ہمارے گھر کی بجلی یوں ذرا ڈِم ہوئی اور پھر اسی طرح ہوگئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات ہوئی تو اُس دن لاس اینجلس کی مسجد کو آگ لگ گئی اور جماعت کو اُدھر حضور کی وفات کی اطلاع آ گئی۔ جماعت نے فوری طور پر ایک عمارت میں، Mormens کی عمارت تھی، جماعت کا کام منتقل کردیا۔ وہیں نماز ہوتی تھی، وہیں ٹیلی ویژن رکھ دیا۔ جب انتخاب کے بعد تسکین کی وہ کیفیت پیدا ہوئی تو Mormen پادری جس نے سارا نظارہ دیکھا تھا، کہنے لگا کہ عجیب نظارہ ہے دنیا میں جب کوئی شخص Election جیتتا ہے تو نعرے لگاتا ہے، خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ مَیں نے تو یہ پہلی دفعہ دیکھا ہے کہ الیکشن ہوا، اِن کے ووٹ سب سے زیادہ ہیں اور اِن کی آنکھوں میں آنسو ہیں!۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
13th May 2011 – 19th May 2011

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 13th May 2011

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat
00:25	Insight & Science and Medicine Review
01:10	Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 5th March 1997.
02:20	Historic Facts
03:20	Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 11th May 1995.
04:30	Jalsa Salana Canada: an address delivered by Huzoor, on 28th June 2008, from the ladies Jalsa Gah.
06:05	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Historic Facts
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna class with Huzoor, recorded on 20th February 2011.
08:10	Siraiki Service
08:55	Rah-e-Huda
10:25	Indonesian Service
12:00	Live Friday sermon: delivered by Huzoor from Baitul Futuh Mosque, London.
13:15	Tilawat
13:25	Dars-e-Hadith
13:40	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
14:10	Bengali Service
15:25	Real Talk
16:30	Friday Sermon [R]
18:00	MTA World News
18:30	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 2nd October 2005.
19:10	Seerat Sahabiyat-e-Rasool (saw)
19:40	Yassarnal Qur'an
20:00	Fiq'ahi Masa'il: discussing issues related to Islamic jurisprudence.
20:35	Friday Sermon [R]
22:00	Insight
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday 14th May 2011

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:30	International Jama'at News
01:00	Liqa Ma'al Arab: rec. on 6th March 1997.
02:10	Fiq'ahi Masa'il
02:45	Friday Sermon: rec. on 13th May 2011.
03:55	Seerat Sahabiyat-e-Rasool (saw)
04:25	Rah-e-Huda
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:30	International Jama'at News
07:05	Yassarnal Qur'an
07:25	Jalsa Salana Canada: concluding address delivered by Huzoor, on 29th June 2008.
08:30	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on 15th June 1996. Part 1.
09:30	Friday Sermon [R]
10:50	Indonesian Service
12:00	Tilawat
12:10	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:50	Live Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
14:00	Bengali Service
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
16:20	Live Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:15	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
19:30	Faith Matters: an English question and answer programme.
20:30	International Jama'at News
21:15	Intikhab-e-Sukhan [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Sunday 15th May 2011

00:00	MTA World News
00:15	Friday Sermon: rec. on 13th May 2011.
01:25	Tilawat
01:40	Dars-e-Malfoozat
02:00	Liqa Ma'al Arab: rec. on 11th March 1997.
03:05	Friday Sermon [R]
04:20	Yassarnal Qur'an
04:55	Faith Matters
06:00	Tilawat
06:10	Dars-e-Hadith
06:25	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
07:25	Children's Corner
08:00	Faith Matters
09:05	Jalsa Salana United States: an address delivered by Huzoor, on 21st June 2008, from the ladies Jalsa Gah.
10:25	Indonesian Service
11:20	Spanish Service: Spanish translation of the Friday sermon, recorded on 9th March 2007.
12:10	Tilawat
12:20	Yassarnal Qur'an
12:35	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:05	Bengali Service
14:10	Friday Sermon [R]
15:20	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
16:30	Faith Matters [R]
17:50	Yassarnal Qur'an [R]
18:10	MTA World News
18:30	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
19:35	Real Talk
20:40	Children's Corner
21:05	Jalsa Salana United States [R]
22:25	Friday Sermon [R]
23:35	Ashab-e-Ahmad

Monday 16th May 2011

00:10	MTA World News
00:40	Tilawat
00:55	Yassarnal Qur'an
01:15	International Jama'at News
01:50	The Holy Qur'an: unity of God.
02:00	Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 12th March 1997.
03:05	MTA World News
03:40	Friday Sermon: rec. on 13th May 2011.
04:50	Faith Matters
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:25	International Jama'at News
07:00	Seerat-un-Nabi (saw)
07:40	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat class with Huzoor, recorded on 26th February 2011.
08:45	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 29th December 1997.
09:50	Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon, delivered on 4th March 2011.
11:00	Jalsa Salana Speeches
11:50	Tilawat
12:00	International Jama'at News
12:30	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Friday Sermon: rec. on 12th August 2005.
15:10	Jalsa Salana Speeches [R]
16:20	Live Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 13th March 1997.
20:40	International Jama'at News
21:15	Rah-e-Huda [R]
22:50	Friday Sermon [R]
23:50	MTA Variety

Tuesday 17th May 2011

00:10	MTA World News
00:30	Tilawat
00:45	Dars-e-Hadith
00:55	Insight
01:10	Seerat-un-Nabi
01:45	Liqa Ma'al Arab: rec. on 13th March 1997.
03:00	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 29th December 1997.
04:05	MTA Variety
05:00	Jalsa Salana United States: concluding address delivered by Huzoor, on 22nd June 2008.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:30	Insight
07:05	Discover Alaska
07:40	Yassarnal Qur'an
08:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal class with Huzoor, recorded on 27th February 2011.
09:10	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 24th November 1996. Part 1.
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon, delivered on 2nd July 2010.
12:25	Tilawat
12:35	Zinda Log
13:05	Insight
13:35	Bangla Shomprochar
14:40	Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 10th October 2004.
15:25	Historic Facts
16:25	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:30	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 13th May 2011.
20:35	Insight
21:15	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal class [R]
22:25	Lajna Imaillah UK Ijtema [R]
23:05	Real Talk

Wednesday 18th May 2011

00:10	MTA World News
00:40	Tilawat
00:55	Dars-e-Malfoozat
01:10	Yassarnal Qur'an
01:45	Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18th March 1997.
02:45	Learning Arabic
03:00	Discover Alaska
03:35	MTA World News
04:20	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and English speaking guests. Recorded on 24th November 1996. Part 1.
05:25	Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 10th October 2004.
06:05	Tilawat
06:20	Dars-e-Hadith
06:50	Yassarnal Qur'an
07:20	Masih Hindustan Main
07:55	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:00	Question and Answer Session: rec. on 24th November 1996. Part 2.
10:00	Indonesian Service
11:05	Swahili Service
12:05	Tilawat
12:25	Dars-e-Hadith
12:45	Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:30	Friday Sermon: rec. on 19th August 2005.
14:30	Bangla Shomprochar
15:50	Dua-e-Mustaja'ab
16:15	Fiq'ahi Masa'il
17:00	Dars-e-Hadith [R]
17:25	Attractions of Australia
18:00	MTA World News
18:20	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor, on 2nd October 2005.
19:00	Dua-e-Mustaja'ab [R]
19:25	Real Talk
20:30	Yassarnal Qur'an [R]
21:00	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:40	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
22:50	Friday Sermon [R]

Thursday 19th May 2011

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:45	Dars-e- Hadith
01:20	Liqa Ma'al Arab: rec. on 19th March 1997.
02:25	Fiqahi Masail
03:00	MTA World News
03:35	Masih Hindustan Main
04:05	Friday Sermon: rec. on 19th August 2005.
05:05	Jalsa Salana United Kingdom: opening address delivered by Huzoor, on 25th July 2005.
06:00	Tilawat
06:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna class with Huzoor, recorded on 5th March 2011.
07:25	Yassarnal Qur'an
07:55	Faith Matters
09:00	Qur'anic Archaeology
10:00	Indonesian Service
11:05	Pushto Service
11:55	Tilawat
12:15	Zinda Log
12:40	Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, recorded on 13th May 2011.
13:45	Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th May 1995.
14:55	Moshaa'irah
16:10	Dars-e- Malfoozat
16:25	Faith Matters [R]
17:35	Yassarnal Qur'an
18:05	MTA World News
18:25	Jalsa Salana United Kingdom: an address delivered by Huzoor, on 26th July 2008, from the ladies Jalsa Gah.
19:20	Qur'anic Archaeology
20:05	Faith Matters [R]
21:05	Children's class [R]
22:20	Tarjamatul Qur'an class [R]
23:30	Dars-e- Malfoozat [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 18 Friday 06 May , 2011 Issue No. 18

یہ بات تو اپنی جگہ درست ہے کہ واقفین نَو بچوں کو ان کے والدین نے خدا تعالیٰ کے حضور خدمت اسلام کے لئے پیش کر دیا تھا اور ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان بچوں کی تربیت بھی اس رنگ میں کریں کہ وہ اسلام کے سچے خادم بنیں۔ مگر ہر واقف نَو کی اپنی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی روزمرہ کی زندگی کو اس رنگ میں ڈھالے جو ایک خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف فرد کے اطوار اور وقار کے مطابق ہو۔

دینی تعلیم حاصل کرنا نہایت اہم ہے اور اس تعلیم میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل قرآن کریم ہے۔

ہر واقف کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ وہ علم قرآن حاصل کرے۔
اس کے ساتھ ہی بہت بڑی اہمیت کی حامل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصانیف ہیں۔

آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہم دینی علوم کو محض علمیت حاصل کرنے کے لئے نہیں سیکھتے۔ اس کے ساتھ عاجزانہ اور سچی لگن اور تضرّع سے کی ہوئی دعائیں بھی ہونی چاہئیں تاکہ جو علم آپ حاصل کریں وہ آپ کی روحانی ترقی کا ذریعہ بن جائے۔

واقفینِ نَو بچوں کے والدین نے یہ عہد کیا تھا کہ ان کے بچے کی زندگی کا ہر لمحہ اسلام کی خدمت کے لئے وقف ہوگا۔ اور پھر پندرہ سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد آپ نے اپنے اس عہد کی تجدید کی تھی کہ ہر لمحہ خدمتِ دین میں گزاریں گے۔ سو اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اس مغربی معاشرہ میں جس میں آپ رہتے ہیں اپنے آپ کو روشنی کی وہ شمع بنالیں جس میں دُنیاوی حرص اور دُنیاوی کھیل تماشوں کا کوئی عنصر موجود نہ ہو بلکہ حقیقت میں اپنے آپ کو رُوحانی نور سے منور مشعل راہ بنالیں۔ مَیں دعا کرتا ہوں کہ یہ نُور آپ سب کی زندگیوں میں پیدا ہو جائے۔

آپ جس میدان عمل میں بھی ہوں خواہ مربی ہوں، ڈاکٹر ہوں، ٹیچر ہوں، تاریخ دان ہوں، معیشت کے ماہر ہوں، سائنسدان ہوں جس میدانِ عمل میں بھی اتریں اپنی اعلیٰ کارکردگی کی چمک دکھائیں۔ ایسا نمونہ دکھائیں کہ نہ صرف آپ کی موجودہ نسل بلکہ آئندہ آنے والی نسلیں بھی آپ کے لئے دعا کریں۔

واقفین نَو برطانیہ کے سالانہ اجتماع 2011ء سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب اور نہایت اہم نصائح

(رپورٹ : حامدہ سنوری فاروقی)

(لندن۔26؍فروری2011ء): مورخہ 26؍فروری 2011ء کو بیت الفتوح لندن میں واقفین نَو برطانیہ کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت اس میں تشریف لاکر بچوں سے خطاب فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری پر پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پیش کیا گیا۔ بعد ازاں اجتماع کی مختصر رپورٹ پیش کی گئی جس میں بتایا گیا کہ آج کا اجتماع سات سال کی عمر سے بڑے تمام واقفین نَو لڑکوں کے لئے منعقد کیا گیا ہے۔ ریکارڈ کے مطابق اس عمر کے 744 لڑکے برطانیہ میں موجود ہیں۔ سب لڑکوں کو اجتماع کے انعقاد کی اطلاع کی گئی اور آج حاضری 571 ہے جو کہ گزشتہ اجتماع کی حاضری سے بہت بہتر ہے۔ سال 2009ء کے اجتماع پر 393 واقفین نو حاضر ہوئے تھے۔ آج صبح پونے نَو بجے رجسٹریشن شروع کی گئی جس کے بعد مکرم عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن نے نماز کے قیام کی اہمیت کے بارہ میں تقریر کی جس کے بعد سوال وجواب ہوئے۔ اس کے بعد نصاب کے مطابق ہر عمر کے گروپ علیحدہ علیحدہ بیٹھے اور جامعہ کے طلباء نے نصاب کی دہرائی کروائی۔ نماز اور کھانے کے بعد ہر گروپ نے نصاب کے مطابق امتحان دیا۔

دس سال سے بڑی عمر کے لڑکوں نے تحریری پرچہ امتحان دیا جبکہ سات سال سے نَو سال کے لڑکوں کا زبانی امتحان لیا گیا۔ امتحان کے بعد گیارہ سال سے بڑے لڑکوں کا فی البدیہ تقریری مقابلہ کروایا گیا۔ اس سال اس کا طریق کار یہ رکھا گیا کہ لڑکوں کو کچھ وقت دیا گیا کہ وہ اپنے موضوع کے نکات لکھ لیں جس کے لئے کچھ افراد موجود تھے جنہوں نے مضمون کی بہتر تیاری کرنے میں انہیں مدد دی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ بہتر مضمون تیار کرنے کی مشق کریں اور اچھے معیار کی تقریر کرنے کی صلاحیت پیدا کرسکیں۔ گیارہ سال سے کم عمر کے لڑکوں نے مشاہدہ معائنہ کے پروگرام کے تحت اجتماع میں جو چیزیں ان کے مشاہدہ میں آئیں، جو باتیں سمجھ میں آئیں اس کے مقابلہ میں حصہ لیا۔ جس کے بعد مکرم رفیق احمد صاحب حیات امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے تقریر کی اور بچوں کو مختلف تربیتی امور کی طرف توجہ دلائی۔

اجتماع کی اس رپورٹ کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجتماع سے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔ ذیل میں اس خطاب کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا آج آپ یہاں اپنے اجتماع کے لئے جمع ہوئے ہیں اور جیسا کہ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ الحمدللہ آپ کا یہ اجتماع کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔ مَیں امید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ آپ سب نے اس اجتماع سے بھرپور فائدہ اور برکات حاصل کی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضور نے فرمایا کہ ایک اہم نکتہ جو آپ سب کو یاد رکھنا چاہئے اور اس کی یاددہانی مَیں نے متعدد موقعوں پر کروائی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کی پیدائش سے پہلے آپ کے والدین نے آپ کی زندگی خدا تعالیٰ کے دین کے لئے وقف کرنے کا عہد کیا تھا۔ وقف نَو کی تحریک حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے شروع فرمائی تھی اس خواہش کے ساتھ کہ تمام دنیا میں اسلام کی تعلیمات کو پھیلانے کے لئے جماعت کو بڑی تعداد میں خدمت کرنے والوں کی ضرورت ہوگی۔ حضور رحمہ اللہ کو احساس تھا کہ صرف چند درجن یا چند سَو افراد اس عظیم الشان کام کے لئے کافی نہیں ہوں گے۔ بہت بڑی تعداد میں افراد کی خدمات درکار ہوں گی۔ لہذا یہ بابرکت تحریک بفضل تعالیٰ شروع کی گئی اور آپ کے والدین نے وہی نیت کرلی جو حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ نے بچے کی پیدائش سے پہلے کی تھی۔ خدا تعالیٰ نے اس کا ذکر سورۃ آل عمران میں فرمایا ہے کہ کس طرح حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ نے دعا کی تھی۔ انہوں نے اپنے ربّ کے حضور عرض کیا رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِی مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۔ (آل عمران:36)۔ یعنی اے میرے ربّ! جو کچھ بھی میرے پیٹ میں ہے یقیناً وہ مَیں نے تیری نذر کر دیا (دنیا کے جھمیلوں سے) آزاد کرتے ہوئے۔ پس تُو مجھ سے قبول کرلے۔

حضور انور نے فرمایا: مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ماؤں کی اس دعا کو بھی اسی رنگ میں قبول فرمائے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مریم کی والدہ کی اس دعا کو قبول فرمایا تھا۔ اور آپ جماعت کے لئے قابل قدر وجود بن جائیں۔ آپ میں سے بہت سے اب بلوغت کی عمر کو پہنچ رہے ہیں۔ ذہنی طور پر بھی اور جسمانی قابلیت کے لحاظ سے بھی۔ آپ میں سے بہت سے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں سائنس اور دیگر مضامین میں تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ بہت سے کالج اور یونیورسٹی

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں